Volume II
No. 24

SP II-24-76 (E)
250

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, April 8, 1976

CONTENTS

	PAGES
Starred Questions and Answers	491
Adjournment Motion *Re*: Rejection of the exported rice by the Rice Export Corporation to *Abu Dhabi—Ruled out*	498
The National Insurance Corporation Bill, 1976—*Referred to Standing Committee* ..	506
The Members of Parliament and Provincial Assemblies (Exemption of Advisers from Disqualification) Bill, 1976—*Passed*	507
The Withdrawal of Remission of Sentences Bill, 1976—*Passed*	532

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, KARACHI
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI : 1976

Price : Paisa 50

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Thursday, 8 April, 1976

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber. (State Bank Building), Islamabad, at half-past nine of the clock in the morning, Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman : Now, we take up questions. Question No. 82, Mr. Afzal Khan Khoso.

PADDY PRICE

82.***Mr. Afzal Khan Khoso :** Will the Minister for Food and Agriculture, Cooperatives, Uunderdeveloped Areas and Land Reforms be pleased to state :

(a) whether Government has any scheme under consideration to purchase paddy directly from the growers ; and

(b) if reply to (a) above be in the negative, whether Government intends to fix minimum support price for paddy to ensure fair price to the paddy growers ?

Shaikh Mohammad Rashid : (a) Not for the time being. The Government has however directed the Deputy Commissioners to fix the price of paddy if necessary in the interest of the farmers.

(b) No.

Mr. Afzal Khan Khoso : Supplementary, Sir. Would the honourable Minister be pleased to state before the House if the Deputy Commissioners have intimated any fixation of prices in Sind ?

چودھری ممتاز احمد (وزیر مملکت برائے خوراک) : جی ہاں مقرر کی گئی تھیں اری (۶) کی قیمت جیکب آباد میں ۲۶ روپے کنگنی کی قیمت ۲۴ روپے حیدرآباد میں اری ۸ کی قیمت سواتیئس روپے ٹھٹھہ میں اری ۶ کی قیمت ۲۴ روپے بدین میں ۲۵ روپے۔ اری ۸ کی قیمت ۲۵ روپے ۔

Mr. Afzal Khan Khoso : Supplementary, Sir. Does the honourable Minister know whether these prices are being implemented or the prices have further deteriorated ?

چودھری ممتاز احمد : جہاں تک اطلاعات کا سوال ہے یہ قیمتیں کسانوں کو ملی ہیں اور اس میں کوالٹی کی variation کی وجہ سے معمولی تھوڑی بہت دو چار آنے کی کمی بیشی ہوئی ہے - otherwise باقاعدہ یہ قیمتیں ملی ہیں -

Mr. Afzal Khan Khoso : Last supplementary, Sir. Would the honourable Minister be pleased to state whether the PASCO had started purchasing paddy in Shikarpur, that is in Sukkur district, and then discontinued it and if they have discontinued it what are the reasons for this discontinuation ?

چودھری ممتاز احمد : سر ! بات یہ ہے کہ دھان کی فصل بہت وسیع فصل ہے اس کے لئے بہت وسیع انتظام چاہیئے چونکہ رائس کی ملیں قومی ملکیت میں ہیں - اس کے علاوہ کوالٹی میں بڑا فرق ہوتا ہے - سکھانے کے لئے کھیت اور بہت سے آدمی چاہئیں کام کرنیوالے اس لئے زیادہ تر تاجر جو ماہر ہیں وہی کام کرتے ہیں - گورنمنٹ نے بھی اس کا انتظام کیا ہے پاسکو کی ایک فرم بنائی ہے جوکہ agriculture کا سٹور کرتی ہے اس نے خرید شروع کی ہے لیکن اس کی محدود limit ہے -

جناب والا ! حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ نئی ملیں لگائی جائیں اور میں اس سلسلے میں آنریبل ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں دو نئی ملیں لگائی جارہی ہیں جسمیں سے ۸۰ ہزار ٹن پیڈی کی ایک مل میں capacity ہے اس میں سے ایک مل تو آجکل پنجاب میں اور ایک شکارپور میں لگائی جارہی ہے اور اس کے علاوہ پنجاب میں چھ ملیں اور لگائی جارہی ہیں جو کہ حافظ آباد شیخو پورہ ، فیض آباد ، مبارک پور اور سریانوالہ میں لگائی جارہی ہیں اسی طرح سندھ میں بھی ۸ ملیں لگائی جارہی ہیں جن کی capacity چھ ہزار ٹن فی مل پیڈی کرنے کی ہوگی اور گورنمنٹ کوشش کر رہی ہے کہ کاشتکاروں کو پیڈی کی قیمتیں پوری طرح assure ہوں اور ان کو پیڈی کی زیادہ سے زیادہ قیمتیں ملیں -

Mr. Qamaruz Zaman Shah : Sir, just now the Minister said that the Government intends to put up mills in the province of Sind. Will he be pleased to tell us which part of Sind ?

چودھری ممتاز احمد : سر ! اس میں میں نے یہ کہا ہے کہ ملیں لگانے کا پروگرام ہے ۔ مگر بتانے کے لئے مجھے الگ نوٹس چاہیئے ۔ کیونکہ گورنمنٹ سندھ سے کوئی انفارمیشن نہیں ملی کہ کہاں کہاں ملیں لگائی جارہی ہیں ۔

Mr. Chairman: Put in a fresh notice for that supplementary.

Mr. Farooq Ahmad Khan Leghari? Supplementary, Sir, the Hon'ble. Minister said that the Government has directed the District Commissioner to fix the price of paddy in the interest of the farmers. I would like to know under what law it has been done and whether it is just a persuasive action or whether there is any legal action behind it.

چودھری ممتاز احمد : سر ! ڈپٹی کمشنر کو یہ جو ایڈمنسٹریٹیو پاور ہیں ان کے تحت یہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقے انتظامی طور پر assess کرے کہ کاشتکاروں کو صحیح قیمتیں ملیں ۔ اس لئے سندھ میں قیمتیں مقرر کی گئی تھیں لیکن اس سلسلے میں پنجاب میں قیمتیں مقرر نہیں کی گئیں کیونکہ پنجاب پہلے ہی ....

جناب چیئرمین : نہیں ، نہیں ان کا سوال یہ ہے کہ کس لاء کے نیچے ڈپٹی کمشنر یہ پرائس فکس کرتا ہے ؟

چودھری ممتاز احمد ، سر ! اس کے لئے مجھے الگ نوٹس چاہیئے کیونکہ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ ایڈمنسٹریٹیو پاور کے تحت ان کو یہ اختیار حاصل ہے ۔

Mr. Chairman: Yes, Mr. Qamaruz Zaman.

Mr. Qamaruz Zaman Shah: Sir, is the Government contemplating any particular formula for paddy prices *vis-a-vis* prices of rice because the Government fixes the rice prices. The farmer does not get the proper price for this paddy. Is the Government contemplating any formula so that proper paddy price is given to the farmers?

چودھری ممتاز احمد : سر ! اس میں گذارش یہ ہے اور میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جب تک گورنمنٹ پیڈی کو پوری طرح خریدنے سکھانے کا انتظام نہیں کرے گی اس وقت تک اس کی کوئی قیمت مقرر کرنے سے باقاعدہ عملی طور پر کوئی فائدہ نہیں نکل سکتا ۔ حالانکہ گورنمنٹ نے چاول کی بڑی معقول قیمتیں مقرر کی ہیں پچھلے سالوں سے ....

جناب چیئرمین : یہ سوال ھی انہوں نے نہیں کیا وہ فارمولا پوچھ رہے ھیں کہ گورنمنٹ کے ذھن میں ایسا کوئی اریجمینٹ ھے جو ان کی قیمتوں کے تعین کے لئے کوئی فارمولا تیار کرے ؟

چودھری ممتاز احمد : جناب والا ! ایگریکلچر کمیٹی میں یہ بات زیربحث آئی تھی اور اس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایسا ممکن نہیں ھے کہ کوئی فارمولا بنایا جائے - صرف ڈپٹی کمشنر کو کہا جائے کہ وہ واچ کرے اور موقع پر جا کر دیکھے کہ کاشتکاروں کو قیمتیں کم نہ ملیں مناسب قیمتیں مقرر ہوں -

Mr. Chairman : No formula.

Mr. Afzal Khan Khoso : Does the Hon'ble Minister know that at least in Jacobabad District we are getting 8|- per maund less than what we were getting last year as the paddy price ?

چودھری ممتاز احمد : سر ! یہ جو ڈپٹی کمشنر صاحب نے ۲۶ روپے قیمت مقرر کی تھی ان کو وھی قیمتیں ملی ھیں لیکن سر ! پچھلے چاول کی اوپن مارکیٹ میں shortage تھی اور بروکن وغیرہ کے بھاؤ بہت زیادہ تھے اسلئے کمپرا پیڈی کے ریٹ زیادہ ملے لیکن اس سال بروکن کے ریٹ گندم کے ریٹ کم ھونے کی وجہ سے قیمت کم ملی - اسلئے ان کے ریٹ کچھ کم ملے ھونگے ! اس میں کوئی شبہ نہیں ھے لیکن اتنے کم ریٹ نہیں ملے جتنے یہ کہتے ھیں -

Mr. Afzal Khan Khoso : Supplementary, Sir. What were the reasons that when there was so much surplus of broken rice, neither the Government is procuring broken rice nor allowing the private parties to export it ?

چودھری ممتاز احمد : سر ! اس سلسلے میں اگر گورنمنٹ کو یہ محسوس ھوا کہ کوئی بروکن سرپلس اس ملک میں ھے تو پھر یقیناً اس پر غور کیا جائیگا- اس کو پھر برآمد کرنا ھے -

Mr. Afzal Khan Khoso : Does the Hon'ble Minister know that there are hundred and thousands tons of surplus broken rice in the country at present and there is no market for it in the country ?

چودھری ممتاز احمد : سر ! میں آنریبل ممبر کی خدمت میں گذارش کرنا چاھتا ھوں کہ چاول تو سارا برآمد کردیا جاتا ھے اور یہاں پاکستان کی سات کروڑ

غریب آبادی ہے ۔ ان کے کھانے کے لئے بروکن ہی بچتا ہے ۔ اسلئے اسے بہت زیادہ پریس کرنا ضروری نہیں ہے ۔

Mr. Chairman : Yes, Mr. Khoso.

Mr. Afzal Khan Khoso : If the Government is procuring broken rice at 32 per md. and exporting it ?

(*interruption*)

چودھری ممتاز احمد : سر ! اس کے لئے مجھے الگ نوٹس چاہیئے ۔

چودھری محمد اسلم : ضمنی سوال ۔ جناب والا ! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ گورنمنٹ بعض جگہوں پر نئی چاول کی ملیں لگا رہی ہے ۔ تو ضلع گجرات میں کافی چاول پیدا ہوتا ہے تو کیا گورنمنٹ ضلع گجرات میں کوئی چاول کی مل لگائے گی ؟

Mr. Chairman : Does the Government intended to set up rice mill in Gujrat ?

چودھری محمد اسلم : میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ گورنمنٹ کے پیش نظر کوئی ایسی تجویز ہے کہ ضلع گجرات میں کوئی چاول کی مل لگائی جائے ۔ کیونکہ گجرات کا چاول دوسری جگہوں پر جاتا ہے اور گجرات میں چاول بھی کافی پیدا ہوتا ہے ۔ خرید بھی کافی ہوتی ہے اور کاشت بھی کافی ہوتی ہے ۔ تو گورنمنٹ کی کوئی تجویز ہے کہ ضلع گجرات میں کسی جگہ چاول صاف کرنے کی مل لگائی جائے ؟

چودھری ممتاز احمد : کوئی ایسی تجویز نہیں ہے ۔ لیکن گجرات کے بہت قریب تو نکل میں پی این او والے ایک مل لگا رہے ہیں اور سارا پیڈی وہاں پہنچ جاتا ہے کیونکہ وہ گجرات بارڈر کے بالکل قریب ہے ۔

Mr. Chairman : Let us now move on to the next question, question No. 83.

RICE AND TRACTOR PRICES

***Mr. Afzal Khan Khoso :** Will the Minister for Food and Agriculture, Cooperatives, Under Developed Areas and Land Reforms be pleased to state :

(a) Whether the Government propose to increase procurement price of rice ; and

[Mr. Afzal Khan Khoso]

(b) the prices of each make of tractors imported this year and last year, separately with and without taxes|other duties?

Shaikh Mohammad Rashid: (a) No.

(b) Statement giving the prices of the tractors with and without taxes imported in 1975 and the current prices in 1975 is placed on the Table of the House, (Annexure 'A').

STATEMENT PLACED ON THE TABLE OF THE HOUSE IN REPLY TO PART (B) OF THE STARRED SENATE QUESTION NO. 83

	1975 without taxes	1975 with taxes	1976 (current price) without taxes	1976 (current price) with taxes
	(*Ex*-Karachi)	(*Ex*-Karachi)	(*Ex*-Karachi)	(*Ex*-Karachi)
	Rs.	Rs.	Rs.	Rs.
Massey Ferguson-135 ..	34,505 56,738 (from 29-9-75)	37,500 61,116 (from 26-6-75)	56,738	61,116
Fiat-480 With Draw Bar ..	47,323	51,765	47,323	51,765
Fiat-480 Without Draw Bar ..	46,778	51,264	46,778	51,264
Fiat-640	58,761	54,354	58,761	64,354
Ford-3000	39,078	42,718	45,080	49,278
Belarus MTZ-50	—	—	44,540*	48,500
Belarus UMZ-6	—	—	42,340*	46,000

*Provisional.

Mr. Afzal Khan Khoso: Suppplementary, Sir, with regard to my question 83 (a). These prices have been prevailing for the last three years, the prices for the procurement of rice.

Mr. Chairman: He has said, no, to part (a) of your question.

Mr. Afzal Khan Khoso: Supplementary, Sir. Since all the costs of inputs have gone up, why did the Government not increase the procurement price of rice also?

چودھری ممتاز احمد: جناب والا ! میں معزز ممبر کی خدمت میں آپ کی معرفت عرض کرنا چاھتا ھوں کہ ۱۹۷۳-۷۴ ع میں باسمتی چاول کی قیمت

۶۲ روپے فی من تھی - جبکہ ۱۹۷۴ - ۷۵ ع میں بڑھکر ۹۰ روپے فی من کردی اور ابھی تک وھی ریٹ برقرار ھیں - باوجود اس کے کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں چاول کی قیمتیں آدھی رہ چکی ھیں لیکن پھر بھی گورنمنٹ نے کاشتکاروں کو پرانے ریٹ جو ھیں وھی دینے قبول کئے ھیں تاکہ چاول کی پیداوار بڑھے اور کاشتکاروں کو پوری سہولتیں ملیں اسی طرح اری کی قیمت ۲۷ روپے تھی ۱۹۷۳ - ۷۴ع میں لیکن اب ۴۸ روپے فی من گورنمنٹ دے رھی ھے باوجود اس کے کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں اس کی قیمت آدھی رہ گئی ھے لیکن گورنمنٹ پوری قیمت دے رھی ھے تاکہ پیداوار بڑھے اور کاشتکاروں کو زیادہ سہولتیں ملیں اور پیڈی کی معقول قیمتیں ان کو ملیں -

Mr. Afzal Khan Khoso: With regard to 85(b), in the statement it is shown that without taxes the price of tractor in 1975 is Rs. 34,505 and with taxes Rs. 37,500. In 1976 these prices are shown as Rs. 56,738 without taxes and Rs. 61,116 with taxes. What is the justification for this rise in prices is not less than six months from Rs. 34,505 to almost double?

چودھری ممتاز احمد: جناب والا! یہ تو انٹرنیشنل قیمتوں کے ساتھ اس کا تعلق ھے - باھر قیمتیں بڑھ گئی ھیں تیل کی قیمتوں کی وجہ سے اور باھر سے ٹریکٹر امپورٹ کرنے پڑتے ھیں اور اسی لئے ان کی قیمتیں بڑھائی گئی ھیں -

Mr. Afzal Khan Khoso: Supplementary, Sir.

Mr. Chairman: Yes.

Mr. Afzal Khan Khoso: Sir, since all the tractors shown over here about 6 or 7 of them, Sir, have almost doubled in their prices, that is why I was asking the Hon'ble Minister, would not be Hon'ble Minister consider to raise the procurement pirce of rice also so that we can meet the expenses?

چودھری ممتاز احمد: سر! صرف ایک میسی فرموسن ھے جس کی قیمت زیادہ بڑھی ھے - باقی کی ڈبل نہیں ھوئی - باقی کی ۴۷ کی بجائے ۵۱ ھے اور ایک کی ۴۶ کی بجائے ۵۱ ھے، ایک کی ۵۸ کی بجائے ۶۱ ھے ڈبل نہیں ھوئی ھے - یہ تھوڑا تھوڑا اس میں اضافہ ھوا ھے -

Mr. Afzal Khan Khoso: Sir, my question was not only up to that limit. It was that when the prices of tractors have been increased double or even say 40%, why does not the Government think of raising the procurement price of the rice so that we can meet the expenditure, the farmers of the country can meet the expenditure?

چودھری ممتاز احمد : جناب والا ! چاول کی قیمتیں ایک سال پہلے بھی بہت زیادہ بڑھا دی گئی تھیں ۔ اسلئے ان کو بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ انٹرنیشنل قیمتیں بہت کم ہوگئی ہیں لیکن گورنمنٹ پھر بھی یہ بڑھی ہوئی قیمتیں کاشتکاروں کو دے رہی ہے ۔

Mr. Chairman: Yes, the questions are over.

Now we take up adjournment motion. Yes, Khawaja Sahib.

ADJOURNMENT MOTION *RE*: REJECTION OF THE EXPORTED RICE BY THE RICE EXPORT CORPORATION TO ABU DHABI

Khawaja Mohammad Safdar: I beg to move a motion for the adjournment of the business of the House to discuss a definite matter of recent and urgent public importance, namely, two thousand and five hundred tons of Basmati rice worth Rs. 1,75,00,00,00 exported by the Rice Export Corporation of Pakistan to Abu Dhabi has been rejected by the importing Corporation of Abu Dhabi declaring it sub-standard and infected by rodents as reported in Jang, Karachi, dated 8th April, 1976. The inefficient......

Mr. Chairman: Not 8th April, 1976, 6th April, 1976.

خواجہ محمد صفدر : جناب میرے پاس تو آٹھ تاریخ لکھی ہے ۔

Mr. Chairman: You see the date when you tabled this motion.

خواجہ محمد صفدر : جناب یہ آٹھ تاریخ کا اخبار ہے ۔

جناب چیئرمین : آپ نے کب نوٹس دیا ؟

خواجہ محمد صفدر : میں نے کل دوپہر کو ۔

جناب چیئرمین : میرے پاس جنگ چھ تاریخ کا اخبار ہے ۔

خواجہ محمد صفدر : کراچی کا اخبار جنگ آٹھ تاریخ کا ہے ۔

جناب چیئرمین : میں تو پنڈی کی بات کر رہا ہوں ۔

We are in Pindi, not in Karachi. You can see for yourself.

خواجہ محمد صفدر : سر ! یہ خبر جنگ کراچی میں آٹھ تاریخ کو شائع ہوئی ہے اور اسی کی بناء پر میں نے یہ موشن پیش کیا ہے ۔

The inefficient handling of rice by the Rice Export Corporation has not only caused huge financial loss to the country, but has also brought bad-name to Pakistan.

This news has perturbed the public of the country.

Mr. Chairman : You see, this is Jang. It is dated 6th. Well, you can see it for yourself. It is Pindi Jang published here in Pindi. It is dated 6th.

Khawaja Mohammad Safdar : This is Karachi Jang, Karachi, Sir, in my hand. This is dated 8th, and I have correctly recorded the date in my adjournment motion, Sir.

جناب چیئرمین : وہ کراچی والی بات تو میں بغیر دیکھے مانتا ہوں لیکن پنڈی جنگ میں چھ تاریخ کو یہ خبر آچکی ہے۔

خواجہ محمد صفدر : تو جناب والا ! میں نے ایک قومی مسئلہ کی نشاندھی کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ محترم وزیر صاحب اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے تا کہ ہمیں معلوم ہوسکے کہ قومی سرمائے کا کیوں نقصان ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے ملک کی بدنامی ہو رہی ہے اور اس کے علاوہ . . . . .

Mr. Chairman : Is it opposed ?

Malik Mohammad Akhtar (Minister for Law and Parliamentary Affairs) : It is opposed, Sir, and probably he only wants some sort of a short statement as he has said.

The Minister is there to make a short statement and he can be satisfied.

Mr. Chairman : Just possible. Well you please make some brief statement on the subject.

Mir Afzal Khan (Minister for Commerce and Tourism) : Sir, the adjournment motion is opposed on the grounds that this is not a matter of recent occurrence because this shipment was made in July 1975 and a complaint was received shortly after that and the rice has been replaced early this year. So the matter has been concluded quite satisfactorily and it is not a matter of recent occurrence. Therefore, I oppose the motion.

Mr. Chairman : Does not matter, there is no question of matter being not of recent occurrence because they did not know of it. It has appeared in papers now on 6th or 7th, that is the point.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! یہ تو . . . .

Mr. Chairman : When the rice was despatched from here how long did it take to reach Abu Dhabi, when it was, you see, reported that is besides the point, because for the first time the world knows about this thing on 6th as reported in Jang paper but you just answer my question to satisfy me. Well,

[Mr. Chairman]

this news has appeared in Jang, dated 6th, Jang published from Pindi and everybody knows about Jang of 6th. You came only on the 7th and then not in the morning. The Session was held at ten in the morning but your motion was tabled in the evening at about 6-30. So it can be taken up as to have been tabled today this morning. Why this delay, what is your explanation for delay ?

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : اجازت ہے ؟

جناب چیئرمین : جب کیس کمزور ہو جاتا ہے تو آپ کے حوالے کر دیتے ہیں ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : نہیں ، نہیں یہ بات نہیں ہے ۔ یہ دونوں کا مشترکہ ہے ۔

جناب چیئرمین : آپ تو کراچی سے آئے ہیں اسلئے آپ تو کراچی کی بات کریں گے ۔ تو یہ پنڈی جنگ چھ تاریخ کی خبر ہے اور چھ کے بعد ٹھیک ہے آپ سات کو لاتے ۔ لیکن سات کو بھی نہیں لائے اورکل بھی ساڑھے چھ بجے آپ نے یہ نوٹس دیا تو ڈیلے تو ہے اگر ۴۸ گھنٹے اس پہ خاموش رہا جائے تو وہ امرجنسی کی ایلیمنٹ کمزور ہو جاتی ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب ! یہ موشن خواجہ صاحب نے موو فرمائی ۔ میں بھی اس میں تھوڑا سا شریک ہوں ۔

جناب چیئرمین : انہیں تو آپ جواب دینے دیں ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : سر ! اگر مجھے بھی موقع مرحمت فرما دیں تو میں بھی کچھ عرض کردوں ۔ پنڈی جنگ میں تو وہ خبر چھ تاریخ کو آئی لیکن کراچی جنگ کی یہ آٹھ تاریخ کی خبر ہے جناب والا ! یہ عام طور پر ڈیڑھ بجے جب ہم اجلاس سے فارغ ہو کر ہوسٹل جاتے ہیں تو یہ اخبار ہمیں ملتی ہے ۔ اسلئے اس کی تاخیر ہوگئی ہے ۔

جناب چیئرمین : میں نے کہا کہ پنڈی جنگ کے پیپر میں چھ تاریخ کو یہ آچکا ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : پنڈی جنگ جو ہے وہ ہم نہیں پڑھتے ۔

جناب چیئرمین : آپ نے بائیکاٹ کر رکھا ہے ؟

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : ہم پنڈی نوائے وقت پڑھتے ہیں اور کراچی ڈان اور جنگ پڑھتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : یہ تو کوئی جواب نہیں ہے کہ ہم پنڈی کا فلاں اخبار پڑھتے ہیں اور فلاں نہیں پڑھتے ...

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب والا ! ہمارے نوٹس میں جس اخبار کے ذریعے سے یہ بات آئی وہ کراچی جنگ ہے ہمارے علم میں اسی وقت آیا جب ہم نے یہ خبر کراچی جنگ میں پڑھی یعنی اطلاع کس وقت ملی جب ہم نے اخبار پڑھا ۔

جناب چیئرمین : آپ کہیں کہ ہم نے ایک اخبار کو پڑھا دوسرے کو نہیں اسلئے مجھے علم نہیں — تو بالکل اخبار نہ پڑھا کریں اور لندن کا اخبار پڑھا کریں اور جب ایک ماہ بعد اس میں خبر آئے تو آپ کہیں کہ میرے نوٹس میں آج آیا ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : ولائت کی خبر تو ظاہر ہے ۔

جناب چیئرمین : آپ کہتے ہیں کہ پاکستان کی اخبار نہیں پڑھتے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب اتنی تاخیر بھی نہیں ہوئی ۔

جناب چیئرمین : تاخیر کی بات نہیں امرجنسی کی بات ہے ۔ چھ تاریخ جنگ کے اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے ۔ یہ معاملہ ہوا ہے کہ یہ معاملہ ہوا ہے کبھی آپ کہتے ہیں کہ میں جنگ پڑھتا ہی نہیں ۔ اگر آپ نہ پڑھیں تو میں یہ کہوں گا کہ آپ کے علم میں یہ بات نہیں ہے۔ یہ آپ کی مرضی پر ہے اگر آپ کی میز پر ایک اخبار ایک سال کے بعد آئے اور آپ کہیں کہ یہ خبر آج میرے

[Mr. Chairman]

علم میں آئی ہے میں نے آج ہی یہ خبر پڑھی تھی اس لئے میں تحریک التواء پیش کرتا ہوں۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : اس دن پنڈی میں جو اخبار شائع ہوا وہی اخبار کراچی میں شائع ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین : ایسا نہ کہیں جو اخبار کراچی میں آٹھ تاریخ کو شائع ہوا ہے وہی اخبار پنڈی میں چھ تاریخ کو شائع ہوا ہے ایسے کہیں۔ آپ چھ تاریخ کو تحریک التواء کیوں نہیں لائے ؟

جناب محمد ہاشم غلزئی (قائد حزب اختلاف) : جناب والا ! گذارش یہ ہے کہ تحریک التواء میں جس اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے وہ کراچی اخبار کا ہے۔ اور کراچی کا اخبار کل یہاں پہنچا ہے۔ اس لئے اس تحریک التواء میں کراچی کے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : آپ نے تو اپنی مرضی کے مطابق اس اخبار کا حوالہ دیا جو آپ کو سوٹ کرتا ہے۔ لیکن ہاؤس کو تو وہ اخبار سوٹ کرتا ہے جو پہلے راولپنڈی اسلام آباد میں شائع ہوا۔

جناب محمد ہاشم غلزئی : اس کا تو ہم نے حوالہ نہیں دیا ہم نے تو حوالہ دیا ہے کراچی جنگ کا۔

جناب چیئرمین : کیوں وہ جنگ نہیں ہے۔ پنڈی کا اخبار جنگ نہیں ہے؟

جناب محمد ہاشم غلزئی : وہ ہم نہیں پڑھتے۔

جناب چیئرمین : پنڈی کا کیوں نہیں پڑھتے ؟

جناب محمد ہاشم غلزئی : جناب والا ! جس کا ہم نے حوالہ دیا ہے اس کے متعلق بحث کریں۔

جناب چیئرمین : آپ کا جواب یہ ہے کہ جب بھی آپکی مرضی ہو اور جس اخبار کو بھی آپ پڑھیں ۔ جس دن بھی پڑھیں تو اس سے "بات" آپ کے علم میں شمار ہونی چاہیئے ۔

جناب محمد ہاشم غلزئی : جناب والا ! جس اخبار کا ہم نے حوالہ دیا ہے اس کے متعلق ہم سے باتیں کریں اگر وہ حوالہ غلط ہے تو پھر ہم ذمہ دار ہیں ۔ جس اخبار کا ہم نے حوالہ دیا ہے ، وہ صحیح ہے ۔

جناب چیئرمین : غلزئی صاحب آپ کسی اخبار کا بھی حوالہ نہ دیں ۔ کوئی اخبار بنگلہ دیش سے شائع ہوتا ہے ایک مہینے کے بعد آتا ہے اور آپ ایک مہینے کے بعد بنگلہ دیش کے اخبار کا حوالہ دیتے ہیں ۔ منع تو نہیں ہے ۔ تحریک التوا بنگلہ دیش کے اخبار پر بھی پیش ہو سکتی ہے ۔ رول کے مطابق ہے ۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ آپ کہیں کہ چونکہ میں پاکستان کا اخبار نہیں پڑھتا میں نے بنگلہ دیش کے اخبار میں یہ خبر پڑھی ہے ۔ اس لئے میں نے یہ نوٹس دے دیا ہے ۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب والا ! بات یہ ہے کہ جب یہ بات ہمارے علم میں آئی اسی وقت آنریبل منسٹر کے بھی علم میں یہ بات آئی کہ کیڑا لگا ہے ۔ اور وہ مال واپس ہو گیا تھا ۔ جو جولائی میں مال برآمد ہوا تھا ۔ اس وقت تو پتہ نہیں چلا ۔

جناب چیئرمین : انہوں نے کہہ دیا ہے کہ خط و کتابت ہو رہی تھی ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : اسی طرح ہمارے علم میں بھی یہ بات آئی کہ اس میں کیڑا لگ گیا ہے ۔ آپ نے چاولوں کی بجائے کیڑے بھیجے ہیں ۔

جناب چیئرمین : یہ تاویل جو آپ کر رہے ہیں ، آپ کے علم میں نہ آنے کی یہ ٹھیک نہیں ہے ۔ صفدر صاحب آپ کو دیکھ کر مسکرا رہے ہیں ۔

ملک محمد اختر : جناب والا ! پنجابی میں کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب کا جو گواہ ہوتا ہے .... آگے میں نہیں کہہ سکتا ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : گواہ نمبر ۲ یہ ہیں ۔

جناب چیئرمین : ڈیوٹی کا یہ جواب نہیں ہے کہ ہم یہاں کا اخبار نہیں پڑھتے اور ہم کراچی کا اخبار پڑھتے ہیں ۔ میں لاہور کا اخبار پڑھتا ہوں ، میں کوئٹہ کا اخبار پڑھتا ہوں ۔ یہ کوئی جواب نہیں ہے ۔

خواجہ محمد صفدر : اس میں کوئی شک نہیں یہ کوئی معقول جواب نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : نہیں ہے نا کہ میں نے یہ اخبار نہیں پڑھا ۔

خواجہ محمد صفدر : سوال یہ ہے کہ مسئلہ کی اہمیت کتنی ہے ۔ پونے دو کروڑ روپے کا زرمبادلہ ضائع ہوا ہے ۔ آخر ہم اس مسئلہ کو کس طرح اچھال سکتے ہیں ۔ کوئی شخص بھی یہ دعوی نہیں کرسکتا کہ میرا علم کامل اور مکمل ہے اور میرے علم میں ہر بات ہوتی ہے ۔ اس تحریک سے غرض یہ ہے کہ اس اہم مسئلہ کو اس ایوان کے نوٹس میں لایا جائے ۔ محترم وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ انہوں نے چاول کی وہ مقدار جو خراب ہونے کی وجہ سے واپس آئی تھی ۔ اس کی بجائے اچھا چاول بھیج دیا گیا ہے ۔ شاید درآمد کنندہ فرم اب راضی ہوگئی ہو ۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں پونے دو کروڑ کا نقصان ہوا ۔

جناب چیئرمین : اہمیت میں شک نہیں ہے کہ بڑا اہم معاملہ ہے ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر میں آپ کی جگہ پر ہوتا تو میں ایک شارٹ نوٹس کوسچن کامرس منسٹر کو دیتا ۔ that your attention is drawn to a report published in Jang about this thing اور وہ جواب دے دیتے ۔ شارٹ نوٹس کا مطلب یہ ہوتا ہے ۔

خواجہ محمد صفدر : یہ تو وزیر صاحب کی مرضی پر ہوتا ہے کہ وہ جواب دیں یا نہ دیں ۔

جناب چیئرمین : آپ اس مسئلے کو اچھال تو سکتے تھے ۔ دو چار دس دن بعد ۔ وہ جواب تو دیں گے ۔

خواجہ محمد صفدر : یہ طریقہ اب بھی ہمارے پاس محفوظ ہے ۔ ایک طریقہ تو ہم استعمال کرلیں ۔

جناب چیئرمین : یہ غیرمعقول طریقہ ہے جو آپ استعمال کرتے ہیں ۔ معقول طریقہ کیوں نہیں استعمال کرتے ؟

خواجہ محمد صفدر : میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہم گورنمنٹ کے نوٹس میں لے آئے ہیں اور اس ملک کے عوام کے نوٹس میں بھی لے آئے ہیں کہ یہ صورت حال ہے ۔ یہ رائس ایکسپوٹ کارپوریشن نا اہل اور بد دیانت لوگوں پر مبنی ہے اور وہ ملک کا مال اس طرح ضائع کر رہے ہیں ۔ ایک بار اس طور اس مسئلہ کو وزیر صاحب کے نوٹس میں ہم لے آئے ہیں ۔ دوسری بار پھر لائینگے ۔ یعنی دو مرتبہ ہم اس مسئلے کو اچھالیں گے تا کہ محترم وزیر صاحب اپنے عمال کی سرکوبی کرسکیں ان سے باز پرس کر سکیں ۔

جناب چیئرمین : وہ تو ان کو پتہ لگ گیا ہے کہ خراب ہوگا ۔ وہ یہ معلوم کریں گے کہ یہ غلطی کس کی ہے یہاں سے ایکسپورٹ کرنے والوں کی ہے یا اس جہاز کی ہے ۔ جس میں کیڑے پہلے سے موجود ہیں ؟ ممکن ہے کہ اس سے پہلے کوئی مال اس پر لادا گیا ہو اور کیڑے وہاں پر موجود ہوں ۔

خواجہ محمد صفدر : جی ہاں جہاز میں جناب والا ! کیڑے نہیں ہوتے ۔ کیڑے ان کے مال میں تھے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جہاز میں جناب چوہے ہوتے ہیں ، کیڑے نہیں ۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب ایسا ہوتا ہے کہ جہاز مال ایک ملک سے دوسرے ملک میں لے جاتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ وہ غلے وغیرہ پر کیڑے مار دوائی چھڑکا کریں ۔ ان کو صاف کر کے پھر مال لادا کریں ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : عزت ماب وزیر صاحب سے فرمائیے کہ رائس ایکسپورٹ کارپوریشن میں جو افسر شاہی بیٹھے ہوئے ہیں ان پر کیڑے مار دوائی چھڑکیں ۔ اصل میں وہ کیڑے ہیں ۔

جناب چیئرمین : دیکھئیے بیماری تو ان کے علم میں آگئی۔ میرے خیال میں وہ ضرور کوشش کریں گے کہ آئیندہ ایسی کوئی غلطی نہ ہو کہ ایک دفعہ سال جائے اور پھر واپس آجائے۔ میرے خیال میں وہ ایسا کریں گے آپ کا مقصد بھی پورا ہو گیا۔

I rule this motion out of order because there is inordinate delay.

Now there is no other adjournment motion, therefore, we take up legislative business. The item No. 10 concerns the Commerce Minister and he will make the motion. Well, Khawaja Sahib have you no objection? Let us take this.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! اسمیں میری ایک oral امینڈمنٹ ہے۔

Mr. Chairman : Yes, you please move item No. 10.

THE NATIONAL INSURANCE CORPORATION BILL, 197[illegible]

Mir Afzal Khan (Minister for Commerce and Tourism) : I beg to move :

"That the Bill to establish a National Insurance Corporation [The National Insurance Corporation Bill, 1976], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman : The motion is :

"That the Bill to establish a National Insurance Corporation [The National Insurance Corporation Bill, 1976], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.".

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I have an oral amendment to this Bill.

Mr. Chairman : Yes, please move.

Khawaja Mohammad Safdar : I beg to move :

"That the Bill be referred to the Standing Committee concerned."

Mr. Chairman : The amendment moved is :

"That the Bill be referred to the Standing Committee concerned."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : The Bill stands referred to the Standing Committee concerned.

Now item No. 10 becomes redundant. Now, we take up item No. 3.

Yes, the Law Minister, you may please move.

THE MEMBERS OF PARLIAMENT AND PROVINCIAL ASSEMBLIES (EXEMPTION OF ADVISERS FROM DISQUALIFICATION) BILL, 1976

Malik Mohammad Akhtar : Sir, I beg to move :

"That the Bill to declare the holders of the office of Adviser to the Governor not to be disqualified from being elected or chosen as, and from being, a member of Parliament or a Provincial Assembly [The Members of Parliament and Provincial Assemblies (Exemption of Advisers from Disqualification) Bill, 1976], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

Mr. Chairman : The motion made is :

"That the Bill to declare the holders of the office of Adviser to the Governor not to be disqualified from being elected or chosen as, and from being, a member of Parliament or a Provincial Assembly [The Members of Parliament and Provincial Assemblies (Exemption of Advisers from Disqualification) Bill, 1976], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

Khawaja Mohammad Safdar : Opposed, Sir.

Malik Mohammad Akhtar (Minister for Law and Parliamentary Affairs) : Sir, it is proposed to amend Article 63(d) which relates to disqualification of members that a person who holds any office of profit in the service of Pakistan other than an office declared by law—and that is my entire case—not to disqualify its holder.

Sir, a law is necessary to exempt certain persons from disqualification from being member of Parliament or Provincial Assembly as contemplated in Article 63 (d) and this Article is also applicable read with Article 127 to the members of the Provincial Assemblies. Sir, it has been provided that if the emergency is declared under Article 232 then in that case the powers of running a province fall with the President or if the emergency is declared under Article 234 then again the President can assume to himself or direct the Governor of a Province to assume on his behalf any or all the functions of the government. That means that in both cases the powers vest with the President who can further delegate those powers to the concerned governor.

Now, Sir, there is a principle involved that in such cases whether the President or the Governor should be advised or he should directly exercise the executive functions. We have made a change, Sir, and a democratic change. Sir, when the principle of imposition of emergency cannot be questioned because that is agreed and it was agreed by ten parliamentary parties when the Constitution was unanimously framed, now in exercise of those powers under Articles 232 and 234 which are undisputed powers we have come forward with a proposal that he should be advised by eminent persons of the concerned province including the members of the Parliament as well as the Provincial assembly. If this law is not made then he can take any of the advisers to advise him except the elected or chosen representatives. That is my request and my humble submission No. 1, Sir. No. 2, is that we are trying to go

[Malik Mohammad Akhtar]

through democratic ways. The principles I may point out need not be discussed because they have been agreed in Articles 232 and 234 of the Constitution.

Mr. Chairman : The principles should not be discussed ?

Malik Mohammad Akhtar : I mean, Sir, the principles of the Constitution as contained in Articles 232 and 234 regarding the imposition of emergency.

Mr. Chairman : They cannot question that.

Malik Mohammad Akhtar : That is all, Sir. Then we have made this provision that this law shall come into force and shall be deemed to have taken effect on 31st Day of December, 1975 whereas the Ordinance was probably promulgated two or three days later. I do not remember the exact date but it was some short period after the emergency was promulgated in Baluchistan under Article 234. So in order to enable the elected representatives we are making it applicable from 31st December instead of the date when the Ordinance was promulgated.

Mr. Chairman : Thank you. Yes, Khawaja Mohammad Safdar.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ آرٹیکل ۲۳۲ کے تحت صدر مملکت کو یہ اختیار ہے کہ اگر کسی صوبے کی آئینی حکومت ناکام ہوجائے تو وہ بذات خود یا اپنے کسی نمائندے کے ذریعے اس صوبے کی زمام اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیں - ہمیں اس سے کوئی تعرض نہیں - میں ذاتی طور پر اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ آیا صدر مملکت کا یہ حکم جن حالات میں جاری کیا گیا درست تھا یا نا درست تھا - ہمارے سامنے جو مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے - اس کی بنیاد اس بات پر رکھی گئی ہے کہ صدر مملکت نے اپنے ان اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صوبۂ بلوچستان کے نظم و نسق کو اس صوبے کے گورنر کے حوالے کردیا - لیکن ساتھ ہی وفاقی حکومت نے ان کے پانچ مشیر بھی مقرر کردیئے اور سوئے اتفاق ہے - میں اسے قطعی طور پر حسن اتفاق نہیں کہوں گا کہ وہ لوگ جن کی وجہ سے کانسٹی ٹیوشنل مشینری یا آئینی مشینری اس صوبے کی نا کام ہوئی تھی - انہیں دوبارہ گورنر کے مشیر کی حیثیت سے نامزد کر دیا گیا اور چونکہ وہ مشیر کی حیثیت سے ملازم سرکار بن گئے تھے اس لئے اس قانون کے ذریعے ان کی اس ڈس کوالیفیکیشن کو جو کہ قانونی اور آئینی طور پر ان پر ملازم سرکار ہونے کے بعد عائد ہوتی تھی، کہ وہ اسمبلیوں کے ممبر خواہ وہ

مرکزی کی ہو یا صوبائی اسمبلی کے ہوں ممبر نہیں رہ سکتے تھے اس لئے یہ قانون ان کو تحفظ دینے کے لئے لایا گیا ہے۔ جناب والا! کل ہی میرے نہایت ہی واجب الاحترام ساتھی سنیٹر سید قمرالزمان شاہ صاحب نے اس ایوان کو بتایا تھا کہ قوانین افراد کے لئے نہیں بلکہ قوموں کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ آج وہ مجھے بتائیں کہ یہ قانون پانچ افراد کے لئے بنایا جارہا ہے یا قوم کے لئے بنایا جارہا ہے؟ اور پانچ افراد بھی وہ جن کے متعلق کہتی ہے خلق خدا غائبانہ کیا تو غائبانہ نہیں بلکہ . . .

ملک محمد اختر: تجھ کو چھوڑ گئے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: اس میں آپ آجاتے ہیں۔

خواجہ محمد صفدر: تو جناب والا! سب سے پہلے میں اس موضوع پر اپنی گذارشات پیش کرتے ہوئے آپ کی توجہ ملکی اخبارات میں شائع شدہ ان خبروں کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ یکم جنوری ۱۹۷۶ء کو شائع ہوئیں۔ پاکستان ٹائمز لاہور نے شہ سرخی لکھی ”انیپٹ بلوچستان گورنمنٹ ڈس مسڈ“، انیپٹ اردو میں ناکارہ کو کہتے ہیں، فرسودہ کو کہتے ہیں بیکار کو کہتے ہیں۔ یہ ایک ہلکا سا لفظ تھا آخر وہ اخبار جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ایک ایسے ادارے سے تعلق رکھتا ہے جس پر حکومت کا قبضہ ہے۔ وہ اس سے زیادہ سخت لفظ استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ اسی روز تمام اخباروں کی شہ سرخیاں دیکھیں تو ہر طرف سے تعجب اور تاسف کا اظہار کیا گیا وہی لوگ جن کی وجہ سے اس صوبے کا نظم و نسق بگڑا۔ اتنا بگڑا کہ بقول احمد یارخاں جناب والا! اگر ۳۱ دسمبر کے آخر میں وفاقی حکومت بلوچستان کی حکومت کو ختم نہ کرتی تو وہاں حالات اتنے بگڑ جاتے کہ پھر وہ سنبھالے نہ سنبھلتے ان کا یہ بیان ۵ جنوری کو سارے ملک کے اخبارات میں شائع ہوا اور اس میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ مجھے مشیروں کی ضرورت نہیں۔ لیکن مجھے حکم دیا گیا کہ میں ان مشیروں کو رکھوں اور جب کراچی ایرپورٹ پر ان سے سوال کیا گیا کہ صاحب یہ تو کرپٹ اور بددیانت تھے . . . .

ملک محمد اختر : پوائنٹ آف آرڈر۔

آپ کی اجازت سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ خواجہ صاحب بل کے پرنسپل پر آجائیں کہ elected representatives کو کیا کرنا چاہیئے یا نہ کرنا چاہیئے ۔ لیکن وہ چند افراد پر آرہے ہیں اور بحث کا محور چند افراد نہیں ہونے چاہئیں پرنسپلز آف بل ہونے چاہئیں اور پرنسپلز میں منتخب نمائندوں کو رکھا گیا ہے اور یہ آئیندہ بھی قانون ہوسکتا ہے لیکن یہ پرنسپلز آف دی بل سے علیحدہ بات کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پرنسپل یہ ہے کہ chosen representatives پر آجانا چاہیئے ۔

خواجہ محمد صفدر : قانون پانچ افراد کے لئے بن رہا ہے تو میں کس کے متعلق بات کروں ؟ میرا اعتراض یہ ہے ۔

that a premium is being placed on the corruption of certain persons.

ان لوگوں کو مراعات کا حقدار نہ تصور کیا جائے جن کو خود یہ بد دیانت کہتے ہیں اور اس ملک میں ایک نئی رسم ڈالی جارہی ہے کہ بد دیانتی اور نااہلی کو ایک منفعت بخش کاروبار تصور کیا جانے لگا ہے کیونکہ اس پر انعام ملتا ہے ۔ تو میں یہ ثابت کر رہا ہوں ....

Mr. Chairman: Please do not go so deep. You can discuss the principle.

Khawaja Mohammad Safdar: Yes, Sir. This is the principle.

Mr. Chairman: Well, according to your argument, the persons who are dismissed should not be taken as Advisers and there should be no blank protection. That is your argument. You can put forward this argument but you should not go very deep in conducting political post-mortem on the bodies of these Advisers. That will be going too far.

خواجہ محمد صفدر : میں انتہائی گہرائی میں نہیں جاؤں گا صرف گہرائی میں جاؤں گا کیونکہ بندہ نواز یہ اس قدر اہم بات ہے کہ یہاں سے سات ہزار میل دور ٹورنٹو تک وزیر اعظم صاحب کے پیچھے پیچھے یہ بات گئی اور ان کو دو گھنٹے وہاں تقریر کرنی پڑی اس موضوع پر ۔

Mr. Chairman: I am not preventing you from developing your argument. What I was suggesting was this that so far as the principle is concerned you are within your rights and you are quite relevant and the principle is there. I understand what is the principle. What I was suggesting was this that you

should not go deep into individual criticism, into very very detailed criticism of individuals.

خواجه محمد صفدر: جہاں بالکل ہی قطعی ضروری ہو جائیگا تب میں کسی کا نام لونگا ورنہ میں نام بالکل نہیں لونگا۔

Mr. Chairman: This is relevant. Khawaja Sahib, please listen to me. It is relevant to argue according to you that persons who are dismissed should not be appointed as Advisers and if they are appointed as Advisers they should not be given immunity. But you should not go into the details that these persons were corrupt, dishonest, this and that. You are relevant so far as the principle is concerned that dismissed persons should not be taken as Advisers and if they are taken this immunity from being disqualified should not be extended to them. This is quite relevant. This is relevant I repeat. But your criticism of individuals that so and so is dismissed, so and so is corrupt, he is dishonest, and he is inefficient, is not relevant.

خواجه محمد صفدر: جناب وزیر اعظم صاحب کو بار بار پوچھا گیا اور وزیر اعظم نے . . .

Mr. Chairman: That was relevant to the Prime Minister. But this is not relevant to the Bill under discussion.

خواجه محمد صفدر: آخر کیوں بددیانت آدمیوں کو ذمہ دار عہدوں پر لگایا جاتا ہے؟ یہ ریلیوینٹ ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا ریلیوینسی ہوگی کہ ملک کا نظم و نسق چلانے والوں پر یہ الزام ہو کہ یہ بددیانت ہیں اور انہوں نے ترقیاتی فنڈ کو خورد برد کیا ہے۔

Mr. Chairman: Probably, I did not make myself quite clear or you did not try to understand me. I say it is relevant to argue that as a principle persons dismissed should not be appointed as Advisers and if they are appointed as Advisers they should not be eligible to contest elections to the Parliament or the Provincial Assemblies. This is quite relevant because it is a principle. But to say that so and so Adviser is corrupt, he is dishonest, he is inefficient, he is this and that, that would not be relevant.

خواجه محمد صفدر: تو میں جناب احمد یار خان صاحب جو گورنر ہیں . . .

Mr. Chairman: No, no, but you were not attentive.

خواجه محمد صفدر: میں بڑا attentive ہوں۔

Mr. Chairman: But you are reading, how at the same can you listen to me?

خواجه محمد صفدر : پھر میں سن لیتا ہوں سب کچھ چھوڑ دیتا ہوں۔

Mr. Chairman: I say it is relevant, your argument is relevant and this is a question of principle, that persons dismissed should not be appointed as Advisers and if they are appointed their disqualification should not be removed. This is a question of principle. You can argue that, but to say that these Ministers are corrupt, they are dishonest, they are inefficient, they are inapt and so on and so forth would not be relevant. That would not be discussing the principles of the Bill but that would be discussing the individuals, individual members of the Cabinet, and that would not be relevant to the Bill under discussion. It may be relevant in some other context. The Ministers are corrupt, dishonest and inefficient may be relevant to some other matter. The corruption or dishonesty charges or whatever you say, the discussion of these things is not relevant to the Bill under discussion because we know what Ahmad Yar Khan has said and that is what you say that those very persons should not have been appointed as Advisers. This is your point that you have said.

خواجه محمد صفدر : جناب والا ! میں اسی کو ایلوبیریٹ کر رہا ہوں اور یہی میرا پوائنٹ ہے اس میں کوئی شک نہیں که اس معزز ایوان کے معزز ارکان کو ملکی حالات کا کما حقه علم ہے بلکه میں یه سمجھتا ہوں که مجھ سے کہیں زیادہ علم ہے۔ لیکن جہاں میں کھڑا ہوں میرا فرض ہے که جب کوئی مسئله اس ایوان کے سامنے پیش ہو اور اس کا جو پہلو میرے نکته نظر سے مشکوک ہو یا اس قسم کا ہو جو ملک کے مفاد کے خلاف ہو تو میں اپنی فکر اور سمجھ کے مطابق آپ کی وساطت سے اس ایوان کے سامنے پیش کردوں۔ اسلئے میں نے یه عرض کیا تھا اور آپ نے مجھ سے اتفاق فرمایا تھا که مسئله اس وقت یه نہیں ہے که آرٹیکل ۲۳۲ کے تحت وہاں گورنر راج کیوں نافذ کیا گیا ہے یه مسئله قطعاً نہیں ہے بلکه مسئله اس وقت یه ہے که گورنر راج مقرر کرنے کے بعد آیا ایڈوائزر کی ضرورت تھی تو جو ایڈوائزر مقرر کئے گئے ہیں، وہ کس اخلاق معیار یا قانونی معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں پورے اترتے ان کو کیوں لگایا گیا ہے ؟ مسئله سیدھا ہے اور میں یہی عرض کر رہا ہوں۔

جناب مسعود احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر—یه مسئله زیر بحث . . .

جناب چیئرمین : ذرا آپ تشریف رکھیئے اس وقت مسئله صرف یه ہے که ایڈوائزر مقرر کئے گئے تھے ان کو ڈس کوالیفائی رہنا چاہیئے ان کی ڈس کوالیفیکیشن کو رموو کر کے ان کو الیکشن لڑنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔

This is the principle underlying this Bill.

اگر اس پر آپ جائیں گے...

خواجہ محمد صفدر: جو مقرر ہوئے ہیں ان کے متعلق تو میں عرض کرسکتا ہوں۔

جناب چیئرمین : میری بات سنئیے۔

خواجہ محمد صفدر: وہ نام پریس کمیونیکے میں ہیں کہ فلاں فلاں صاحب مقرر ہوئے ہیں اور میں ان کی ذات کے متعلق جانتا ہوں اور اس ملک کے لوگ بھی جانتے ہیں تو کیا ہم ان کے متعلق گورنمنٹ کے گوش گذار نہیں کرسکتے کہ صاحب یہ نمونہ جو دیانت داری کا آپ نے ہمارے سامنے پیش کیا ھے درست نہیں ھے یہ بد دیانت لوگ ہیں۔

جناب چیئرمین : خواجہ صاحب یہاں پر دیانت داری، بددیانتی، لیاقت اور نا لائقی کا کوئی سوال نہیں ھے بل یہ ھے کہ جو...

خواجہ محمد صفدر: سوال یہ ھے کہ ان اعلی عہدوں پر جو لوگ تقرر کئے جائیں ان میں یہ تمام ترخوبیاں ہونی چاہئیں وہ دیانت دار ہوں ایفیشینٹ ہوں اہل ہوں امانت دار ہوں ان میں یہ خوبیاں ہونی چاہئیں اگر نہ ہوں تو ہم یہاں پوائنٹ آؤٹ کرنے کے لئے ہیں کہ صاحب آپ کی جو تقرریاں ہیں غلط ہیں اچھے آدمی لگائیے جو اس ملک و قوم کا کام چلانے کے اہل ثابت ہوں۔

Mr. Chairman : You have cut me short.

Khawaja Mohammad Safdar : I am very sorry, Sir.

Mr. Chairman : You have cut me short.

Khawaja Mohammad Safdar : I am extremely sorry, Sir.

Mr. Chairman : Well, I said that the principle underlying the Bill is that persons who are appointed as Advisers should be eligible to contest election to Parliament and the Provincial Assemblies. This principle you can assail, you can criticise and you can also make a reference to it but you cannot talk of individual persons and say, he is corrupt, he is dishonest, he has done this, this and this. All right, you say that you do it, because such persons should not

[Mr. Chairman]

have been appointed as Advisers. Then you go one step back and say he should not have been appointed even as a Minister. Then you go two steps backward and say such corrupt person should not even be permitted to contest elections of the Provincial Assemblies. That will be going too far if you open this chapter ; why they were appointed Advisers, or before that, why they were appointed Ministers.

خواجه محمد صفدر : میں منسٹروں کی بات قطعی نہیں کر رہا ہوں میں تو ایڈوائیزروں کی بات کر رہا ہوں۔

Mr. Chairman : If you interrupt me like that..

(*Interrupted*)

Khawaja Mohammad Safdar : I am sorry, Sir.

Mr. Chairman : You cannot turn your back like that to me.

Khawaja Mohammad Safdar : All right, Sir.

Mr. Chairman : I wish I could decide this point, but I am waiting for a delegation from Jordon who are waiting in my office. I am really sorry to leave. I wish I could have thrashed this point further, but anyway this is my interim ruling that the discussion that these Advisers should not have been appointed and if they are appointed then protection should not be extended to them to contest elections, is quite irrelevant and to criticise their person that they are corrupt, they are dishonest, they are inefficient, they are incompetent, you should not do it.

خواجه محمد صفدر : میں جناب وزیر اعظم صاحب کا حواله دوں گا یا گورنر صاحب کا حواله دوں گا اپنی طرف سے کچھ نہیں کہوں گا۔

Mr. Chairman : That won't be relevant to the Bill.

خواجه محمد صفدر : جناب والا ! میری بات تو ارریلیونٹ ہوسکتی ہے۔

Mr. Chairman : You have to follow my ray and I have not to follow your ray. You may not agree but you are bound to comply with my ruling. You may disagree but you are bound to agree with my ruling.

خواجه محمد صفدر : جناب والا ! بغیر کسی کا نام لئے ہوئے میں عرض کروں گا کہ گورنر بلوچستان نے اپنے بیان میں یہ کہا :

"The situation in the province during the past two years", he said, "has been deteriorating and had the Federal Government not acted promptly at this moment, it would have become still worse."

اور اس کے آگے اس بیان میں وہ فرماتے ہیں کہ...

Mr. Chairman : Supposing this thing is published in hundreds of papers, will you read hundreds of papers ?

خواجہ محمد صفدر : نہیں جناب ایک آدھ ہی پڑھوں گا - وہ تو ریپیٹیشن ہوجائے گا اس میں -

Mr. Chairman : You said orally and now you are quoting from the paper.

خواجہ محمد صفدر : نہیں جناب ! وہ تو میں اپنی تائید میں پیش کر رہا ہوں - ریپیٹیشن نہیں ہے -

Mr. Chairman : What could I do ? I have to receive a delegation. I have to leave this Chair.

خواجہ محمد صفدر : جب لوگوں نے ان کو کہا کہ یہ آپ کے ایڈوائزر بڑے بدنام ہیں تو جواب دیتے ہوئے اخبار نویسوں کو کہا :

" Although the Advisers were the same who were with the previous Government yet rest assured they will be there with changed attitude."

ظاہر ہے کہ گورنر اپنے سابق مشیروں اور ایڈوازروں کے متعلق اس سے زیادہ تو کچھ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ جو کچھ تھے اب تبدیل ہوجائیں گے بلکہ فی الواقع یہ کہا تھا - اس کے متعلق زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے جناب والا ! نہیں پر ہی بس نہیں -

(اس مرحلے پر صدارت کنندہ آفیسر (جناب احمد وحید اختر) نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب میں آپ کو انٹرپٹ تو نہیں کرنا چاہتا تھا - گذارش یہ ہے کہ اس بل کے صرف ایک جزو پر گفتگو ہو رہی ہے یہ جو بل ہے اس کے کئی پہلو ہیں - اگر آپ پانچ منٹ میں بات ختم کر دیں تو باقی دوستوں کو بھی موقع مل جائے گا -

جناب محمد ہاشم غلزئی : میں یہ عرض کروں گا کہ یہ وقت کی پابندی نہ لگائی جائے کیونکہ پھر تو ہمارا یہاں بیٹھنا فضول ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : انشا اللہ آپ کا بیٹھنا کارآمد ہوگا۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ صاحب کو اندازہ ہوگا کہ وہ کتنے وقت میں گفتگو کرلیں گے تاکہ پھر دوسرے دوستوں کو بھی وقت دیا جاسکے۔

خواجہ محمد صفدر : میں اس مسئلہ کی وضاحت ہی نہیں کرسکا میرے پاس تو بڑا میٹیریل ہے اس مسئلے کے لئے جناب وزیر آعظم صاحب وہاں تشریف لے گئے حالیہ بیرونی ممالک کے دورے میں اور ملکوں کے دورے کے بعد کینیڈا بھی گئے وہاں ٹورنٹو میں انہیں دو گھنٹے متواتر پاکستانی اجتماع کے سامنے اس بات کی وضاحت کرنی پڑی کہ ان خائن لوگوں بد کردار لوگوں کو جن کو ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ڈسمس کرنا پڑا تھا ان کو دوبارہ مشیر کیوں بنایا گیا؟ جناب والا! میرے پاس پاکستان ٹائمز ہے اور اس میں وزیر اعظم صاحب کی تقریر کی رپورٹ شائع ہوئی ہے یہ ۲۷ جنوری کا اخبار ہے اس مسئلے کے متعلق صرف ایک پیرا آپ کی خدمت میں پڑھے دیتا ہوں۔

PAKISTAN TIMES dated 27th February, 1976.

"The Prime Minister also replied to the point raised why the same people have been appointed Advisers in Baluchistan who had been earlier proved unfit to carry on the running of the Government. Pointng out of Jam Ghulam Qadir woh accompanied him and who was present at the meeting, Mr. Bhutto said that when Pakistan needed help these people were there to raise their hands. That is why they are being appointed as Advisers. Continuing the same and referring to the question raised in Toranto newspaper by a Pakistani, if they were corrupt under the previous Government of Jam of Lasbella then why its members were taken as Advisers, the Prime Minister said that Pakistan needed them. They came forward, they served the ideology of Pakistan. While pointing out to Jam Sahib and a former Pakistan senior Minister Ghaus Bux Raisani, he said, but I ask Jam Sahib, if you get a chance again, for God's sake eliminate corruption.

ملک محمد اختر : ایلیمینیٹ کرپشن کا کچھ اور مطلب ہے۔

خواجہ محمد صفدر : جناب والا! آپ نے کہا ہے۔ ایلیمینیٹ کرپشن اور جس کو محترم وزیر اعظم صاحب نے اس کی خامیوں کے متعلق جانتے ہوئے منسٹر مقرر کر چکے ہیں ان کے متعلق پبلک میں کیا کہیں گے جن کے متعلق انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ ایک آسامی سے ہٹا کر ایک دوسرے نام سے اسی آسامی پر اس کو لگانا ہے ایسے شخص کو اور کیا لیفٹ ہینڈیڈ کمپلیمنٹ

دے سکتے ہیں ماسوائے اس صورت کے جو انہوں نے اختیار کی جناب والا ! اگر آپ یاد فرمائیں جب گورنر راج میں دو ماہ کی توسیع پارلیمنٹ میں ہوئی تھی ابھی ایک ڈیڑھ ماہ ہوا تو محترم لاء منسٹر صاحب نے اس بات کو مانا تھا کہ ان مشیروں میں خرابی تھی۔

ملک محمد اختر : یہ کہا تھا کہ پراپر ڈیویلپمنٹ نہیں کی انہوں نے۔

خواجہ محمد صفدر : کہ انہوں نے فنڈز مس یوز کئے۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : یہ بات اس وقت ہوئی تھی اور اس کا جواب بھی آگیا تھا اب اس موقع پر اس بات کو چھیڑنا تو پھر طول دینے والی بات ہے۔

چودھری محمد اسلم : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب ! جہانتک اس بل کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اشو صرف یہ ہے اور جہاں تک خواجہ صاحب کا تعلق ہے یہ بلوچستان سے متعلق تقریر فرما رہے ہیں جو کہ اس بل کے پرنسپل سے تعلق نہیں رکھتی۔ خواجہ صاحب برائے مہربانی اس سے اجتناب کریں۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : چودھری صاحب میں نے شروع میں اس لئے کہا تھا کہ اس بل کے انتہائی محدود پہلو تک ہی بات کی جائے۔ خواجہ صاحب نے بڑی تفصیل سے گفتگو فرمائی۔

خواجہ محمد صفدر : بندہ نواز میں نے یہ نہیں کہا کہ وہاں کوئی جھگڑا ہو رہا ہے، کوئی بم پھٹ رہے ہیں۔ میں نے کہاں کہا ہے ؟ میں نے بالکل نہیں کہا۔ چودھری صاحب کس بات کا حوالہ دے رہے ہیں ؟

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اس حد تک تو آپ اس بل کے اسکوپ سے باہر نہیں جائیں گے۔

خواجہ محمد صفدر : منسٹر صاحب کا دعویٰ ہے۔

(مداخلت)

ملک محمد اختر : میں جناب اخبار کی خبروں کا پابند نہیں ہوں۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : چودھری صاحب آپ تشریف رکھئیے ۔

(مداخلت)

چودھری محمد اسلم : یہ ہماری فراخدلی کا غلط فائدہ اٹھا رہے ھیں ۔ خواجہ صاحب اس طرح کی باتیں کرتے ھیں ۔

Malik Mohammad Akhtar : On a point of personal explanation, Sir.

چودھری محمد اسلم : یہ دھمکی دیتے ھیں کہ اگر ھمیں بات نہ کرنے دی تو ہمارے یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے ۔ میں کہتا ھوں کہ آپ باتیں کریں لیکن اصول کی بات کریں ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ٹھیک ھے میں آپ کو بھی موقع دوں گا ۔

Malik Mohammad Akhtar : On a point of personal explanation as well as to correct the record.

یہ انتہائی جھوٹ اور غلط بیانی سے انہوں نے کام لیا ھے ۔ میں جھوٹ کا لفظ واپس لیتا ھوں ۔

خواجہ محمد صفدر : یہ انہوں نے انتہائی جھوٹ بولا ھے ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : آپ کو بھی واپس لینا پڑے گا ۔

خواجہ محمد صفدر : میں بھی واپس لیتا ھوں ۔

ملک محمد اختر : وہاں پر ہمارا یہ کیس تھا ھی نہیں یہ گورنمنٹ کی نوٹیفیکیشن موجود ھے میں نے پڑھی ھے جس کے تحت یہ ایمرجنسی لگائی گئی ۔ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ وہ اس معیار پر نہیں آسکے کہ سارے ترقیاتی کاموں کو صحیح طور پر کرسکیں ۔ نہ کسی خرد برد کا لفظ استعمال کیا تھا اور نہ وہاں خرد برد ہوئی ھے میں یہاں پر تردید کرتا ھوں یہ ٹھیک ھے کہ وہ اس حدتک کام نہیں چلاسکے کہ ترقی ھو ۔ میں جانتا ھوں میں نے کیا کہا ۔ اگر اخبار میں بھی کوئی خبر ھے تو وہ غلط ھے میں اس کی تردید کرتا ھوں ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : بات یہ ہے خواجہ صاحب کہ اس مسئلہ پر اس وقت خاصی گفتگو ہو گئی تھی - اب اس مسئلے کو دوبارہ شروع کرنا اس بل کی حد تک میرے خیال میں ٹھیک نہیں ہے -

جناب محمد ہاشم غلزئی : آپ بتائیے کہ اس بل کی کون سی حد ہے ؟

جناب صدارت کنندہ آفیسر : غلزئی صاحب بات یہ ہے کہ یہ قانون سازی صرف صوبہ بلوچستان کی حدتک تو نہیں ہے -

جناب محمد ہاشم غلزئی : ہم بھی یہ نہیں کہتے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : پنجاب اس میں شامل ہے -یہ ہے کہ مشیر باقی صوبوں میں نہیں ہوسکتے -

جناب محمد ہاشم غلزئی : ہوسکتے ہیں ، ہوسکتے ہیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : یہ تو ایک اصول کی بات ہے اور آپ اس اصول سے اتفاق کرتے ہیں یا نہیں کرتے کہ منتخبہ نمائیندوں کو مشیر ہونا چاہیئے ؟ دیٹ از دی پوائنٹ یہ بنیاد ہے -

خواجہ محمد صفدر : سوال یہ ہے کہ دیانت دار آدمی کو مشیر مقرر کرنا چاہیئے یا بددیانت آدمی کو مشیر مقرر کرنا چاہیئے ؟

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب گذارش یہ ہے کہ قانون سازی کی حد تک تو یہ ہے کہ یہ ہوسکتے ہیں یا نہیں ہوسکتے - کیا منتخبہ نمائیندے مشیر ہوسکتے ہیں یا نہیں ہوسکتے - ان کو ہونا چاہیئے یا نہیں ہونا چاہیئے ؟ یہ بات اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ خواہ منتخبہ نمائندہ ہو یا غیر منتخب وہ ایماندار ہوگا - otherwise qualified to be advisers یہ تو اپنی جگہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے آپ اس پر خاصی گفتگو فرماچکے ہیں - میرے خیال میں پینتالیس منٹ گفتگو فرمائی ہو گی -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں نے کوئی بات نہیں کی پہلے چئرمین صاحب بات کرتے رہے اور اب آپ کے ارشادات سن رہا ہوں۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : میرے خیال میں میں نے ایک دو منٹ بھی بات نہیں کی ظاہر ہے کہ جب گفتگو شروع ہوتی ہے تو اس کا کچھ اختتام بھی ہوتا ہے۔

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! یہ پوائنٹ بار بار کسی نہ کسی شکل میں آئے گا اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ موجودہ گورنمنٹ کے ماتھے پر کلینک کا ٹیکہ ہے۔ اس لئے کہ بلوچستان میں اچھے بھلے لوگ نیک نام لوگ پڑھے لکھے لوگ دیانتدار لوگ مل سکتے ہیں اور آج بھی ہیں تیس لاکھ کی آبادی میں صرف بد دیانت اور بدنام لوگ ہی نہیں تھے۔ اس لئے میں نے عرض کیا تھا دیانتدار لوگ وہاں ان کی پارٹی میں بھی ہیں یہ نہیں ہے کہ دیانتدار لوگوں سے پارٹی تہی دامن ہے اور پانچ آدمی آپ بلوچستان سے نہیں پیدا کرسکتے۔ تو میں جناب والا ! یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمیں اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ الف کو مشیر مقرر کردیا جاتا ہے یا ب کو یا ج کو ایک شہری کی حیثیت سے ہمیں صرف اس بات سے تعلق ہے کہ اہل اور دیانتدار لوگوں کو موزوں اور مناسب عہدوں پر مقرر اور فائیز کیا جائے۔ ہمیں گلہ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہو رہا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آیا اسمبلی کے ممبر صاحبان کو یا ہر پارلیمنٹ کے معزز ارکان میں سے مشیر مقرر کرنے چاہئیں تو میں اس کے متعلق اصولی طور پر یہ عرض کروں گا کہ مجھے اس سے اختلاف ہے اگر ہمارے پاس اہل اور دیانتدار قابل رکن موجود ہیں تو سیدھی سی بات ہے کہ ان پر مشتمل منسٹری بنائی جائے آئین میں جب لکھا ہوا ہے جو ارباب اقتدار نے ہی وضع کیا ہوا ہے اس کے مطابق عمل کیا جائے پھر ضروری نہیں ہے کہ وہاں گورنر راج ہو ہمارے پاس لوگ موجود ہیں صوبے کا انتظام و انصرام چلانے کے لئے انہیں وزارتیں دیجئیے۔ جو کہ آئینی طور پر ان کا حق ہے ان کو رشوت کے طور پر اس قسم کی آسامیاں نہ دیجئیے۔ جتنے دوست یہاں بیٹھے ہوئے ہیں پارلیمنٹ کے ارکان اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کا بھی

یہ آئینی حق ہے کہ وہ وزیر نہیں جس طرح میرے محترم دوست ملک محمد اختر صاحب کا یہ حق تھا کہ وہ وزیر بنیں ۔ اسی طرح اور بھی دوستوں کا حق ہے لیکن ان دوستوں کو ایک چور راستے سے اندر داخل کرنا دیانتداری کے خلاف ہے۔ اور اس راستے کو کھولنے کے مترادف ہے جس سے کہ بددیانتی کھلم کھلا ہوسکتی ہے جناب والا ! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی گذارشات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : میرے خیال میں کسی اور دوست کو تو پہلی خواندگی میں اظہار خیال نہیں کرنا ۔ شہزاد گل صاحب کوئی بات رہ گئی ہے؟

جناب شہزاد گل : جناب کچھ نہ کچھ تو کہنا ہوتا ہے ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : کچھ نہ کچھ کہنے کی غرض سے تو کوئی مطلب نہیں ہے اگر کوئی بات رہ گئی ہے تو ضرور ارشاد فرمائیے۔

جناب شہزاد گل : جناب والا ! میں مختصراً گذارش کروں گا کہ اصولی طور پر بات یہ ہے کہ آیا اسمبلی کے ممبران کو مشیر مقرر کرنا چاہیئے یا نہیں ؟ جناب والا ! ہمارے سامنے یہ مسئلہ پہلے انٹیرم کانسٹیٹیوشن کو بناتے وقت آیا تھا کہ انٹیرم کانسٹیٹیوشن میں یہ اجازت دی گئی تھی یہ پروویژن رکھی گئی تھی کہ اسمبلی کے ممبران کو مشیر مقرر کیا جاسکتا ہے اور انٹیرم کانسٹیٹوشن کے مطابق اسمبلی کے جو ممبران تھے وہ گورنمنٹ کے مشیر مقرر کئے گئے تھے ۔ انٹیرم کانسٹیٹیوشن جو کہ بہت سوچ سمجھ کر بنایا گیا تھا اس میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ اسمبلی کے ممبران یا پارلیمنٹ کے ممبر جو ہیں وہ قطعاً مشیر نہیں ہوں گے۔ تب ہی اس پروویژن کو جس طرح کہ انیٹرم کانسٹیٹیوشن میں موجود تھی ہٹایا گیا۔ آرٹیکل ۶۳ ڈی کے تحت یہ ضرور ہے جناب والا ! کہ ایک قانون وضع کیا جائے گا اگر اس قسم کی ضرورت پڑے تو ، لیکن جناب والا ! یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ discrimination before the law between citizens روا رکھا جائے اور قانون بنے کہ چند ایڈوائزرز یا جو مشیر ہیں یا فیوریٹس وہ اس تعریف میں آتے ہیں ۔ اور وہ آفس پر فائز ہوں ۔ ان کے بچاؤ کے لئے تو قانون بنایا اور لایا جا رہا ہے ۔ ۶۳ ای کے تحت قانون بنایا جائے گا اور بعض

[Mr. Shahzad Gul]

ممبروں کو جو پارلیمنٹ کے ممبر ہوں یا اسمبلی کے انہیں ممبری سے ہٹایا جائے گا۔ دیکھیں جناب والا ! تضاد دیکھیں۔ ۶۳ ڈی میں قانون اب بنایا جا رہا ہے کسی کو بچانے کے لئے اور ۶۳ ای میں قانون بنایا جارہا ہے کسی کو نکالنے کے لئے یہ جو تضاد ہے میں اس وقت اس کی مخالفت میں کھڑا ہوا ہوں۔ ویسے ہمارے سامنے مثال موجود ہے۔ وزیر اعظم صاحب کے بھی مشیر ہیں پہلے بھی تھے اور اب بھی ہیں۔ وہ اسمبلی کے ممبران نہیں تھے۔ ہمارے محترم دوست جو یہاں تشریف فرما ہیں۔ وہ بھی وزیر اعظم کے مشیر تھے وہ اس وقت پارلیمنٹ کے ممبر نہیں تھے۔ ایڈوائزر اگر ہو تو وہ جس محکمہ کے لئے ایڈوائزر مقرر کیا جائے وہ اس میں ماہر ہو اس کے متعلق جانتا ہو اور اس میں یہ صلاحیت ہو وہ درست مشورہ دے سکے اور کام چلاسکے۔ تو چاہیئے کہ اگر گورنر صاحب کو مشیروں کی ضرورت ہو جسطرح کہ امرجنسی میں اسمبلی معطل ہوجانے کی صورت میں تو جو ایڈوائزر ہوں وہ اسمبلی کے ممبران نہ ہوں اور ان کو باہر سے لیا جائے اور ماہرین کو لیا جائے تاکہ وہ بہتر طریقے سے امرجنسی کے دوران حکومت کا کام چلاسکیں۔ جناب والا ! افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ایک محترم ساتھی نبی بخش زہری صاحب موجود نہیں ان کا بھی اور محمد خان باروزئی اور گورنر صاحب کا ، ان تینوں کا انٹرویو ایک رسالے میں شائع ہوا تو انہوں نے آفر کیا تھا کہ اگر مجھے اختیار دیا گیا تو میں کروڑوں روپے سابقہ وزراء صاحبان سے یا سابقہ حکومت سے حکومت کے لئے وصول کرلونگا اور پھر جب اس پر سوال کیا گیا فیڈرل گورنمنٹ کے متعلق تو انہوں نے کہا کہ میں ایک چھوٹا سا ٹھیکیدار ہوں صوبے کا معاملہ تو نبٹ لونگا لیکن مرکز کا نہیں کرسکتا۔ آج اگر وہ ہوتے تو وہ بھی یہاں اس مسئلے پر کافی روشنی ڈالتے ، کسی کو تحفظ دینا اور کسی شخص کے لئے قانون بنانا یہ درست نہیں ہے۔ قانون بنے تو وہ سب کے لئے ہو میں اس بل کی مخالفت اسلئے کر رہا ہوں۔ اس میں ڈسکریمنیشن ہے۔

Mr. Kamal Azfar : Sir, I want to make a few submissions in reply to what Senator Shahzad Gul has said. Sir, I think this Bill has been misconceived as appears from the arguments that have been advanced. This Bill has no mandatory pro-

vision that the Member of the Assembly will be or shall be the Adviser. It is only enabling Bill, which will enable the Government to make Advisors from amongst the Members of the Assembly, in case it is desired during such period as the order has been made under the Constitution, and I think the expression "keh banaya jaega", it is not correct interpretation of the Bill as such, because this is only enabling provision. Secondly as regards the point of discrimination that he has mentioned, I would say that the Bill seeks to remove discrimination and not to enforce it. Presently, under the present laws, as it stands, unless this Bill is enacted, the Members of the Assembly are debarred from becoming advisers. So, this is a discrimination against the members of the Assembly and the Bill seeks to remove discrimination and not to impose discrimination. Thirdly, I will submit that as regards the question of the expert to which he has referred, after all there is no constitutional bar on the experts becoming Members of the Assembly. The experts can also become Members of the Assembly and taking his own argument, if the expert is made Member of the Assembly or is elected Member of the Assembly, then why should there be discrimination against an expert who enjoys the confidence of the people of his area and favourable position should be given to the experts who do not enjoy that confidence. These are my submissions and I support this Bill.

Mr. Mohammad Hashim Ghilzai (Leader of the Opposition): I want to know, how can a Member who is not elected become the Member of the Assembly ?

جناب صدارت کنندہ افسر: وہ تو انہوں نے کہا ہے کہ اگر ماہر منتخب ہو جاتا ہے تو

Despite that he remains the expert.

الیکٹ ہونے سے وہ disqualify نہیں ہوتا

Now the question before the House is :

"That the Bill to declare the holders of the office of Adviser to the Governor not to be disqualified from being elected or chosen as, and from being, a member of Parliament or a Provincial Assembly [The Members of Parliament and Provincial Assemblies (Exemption of Advisers from Disqualification) Bill, 1976], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer: The motion is carried.

Now the question before the House is :

"That Clauses 2 and 3 stand part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer: Clauses 2 and 3 stand part of the Bill. There is an amendment to Clause 1 by Khawaja Mohammad Safdar. He is absent. It is not moved. Dropped.

Now the question before the House is :

"That Clause I, Short Title and Preamble stand part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer : Clause I, Short Title and Preamble stand part of the Bill.

Malik Mohammad Akhtar : Sir, I move :

"That the Bill to declare the holders of the office of Adviser to the Governor not to be disqualified from being elected or chosen as, and from being, a member of Parliament or a Provincial Assembly [The Members of Parliament and Provincial Assemblies (Exemption of Advisers from Disqualification) Bill, 1976], be passed."

Mr. Presiding Officer : The motion is :

"That the Bill to declare the holders of the office of Adviser to the Governor not to be disqualified from being elected or chosen as, and from being, a member of Parliament or a Provincial Assembly [The Members of Parliament and Provincial Assemblies (Exemption of Advisers from Disqualification) Bill, 1976], be passed."

Khawaja Mohammad Safdar : Opposed, Sir.

Malik Mohammad Akhtar : I would only like to say that the principles of the Bill has been debated at length but I want to contradict at least one aspect of the debate where the Hon'ble Prime Minister has been misquoted by Khawaja Safdar and even the Governor of Baluchistan.

Khawaja Mohammad Safdar : Here are the reports.

Malik Mohammad Akhtar : And I consider that this is a question of interpretation. There were never any allegations of corruption against the person who is appointed Adviser and the only reference was made in the debate by the entire majority party in the National Assembly was that they could not keep pace of development and that is why emergency was imposed. That is all Sir. I do not want to reopen the debate. That has already been dealt at length.

Mr. Presiding Officer : Yes, Mr. Hashim Ghilzai.

جناب محمد ہاشم غلزئی (قائد حزب اختلاف) : جناب والا ! میں اس بل کی پرزور مخالفت کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اس کے پس منظر میں بھی جاؤں اور کچھ حالات آپ کی خدمت میں اور ہاؤس کی خدمت میں پیش کروں جن کی بناء پر اس قسم کے بل لائے جاتے ہیں ۔ مگر جناب آپ اعتراض کریں گے اور ہمارے دوست اعتراض کریں گے کہ یہ بل کے اسکوپ میں نہیں ہے اس لئے میں اس طرف نہیں جاؤں گا مگر تین چار اہم باتوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں ۔

جناب چیئرمین ! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم اس اصول کی مخالفت کرتے ہیں کہ کوئی بھی شخص جو حکومت سے کسی قسم کا مالی فائدہ اٹھانے کا

حق دار نہ ہو اور مالی فائدہ اٹھا رہا ہو تو اس کو ہم ایک منتخب ادارہ کا ممبر مقرر کریں تو یہ اصول ہی غلط ہے دوسرے آئین میں اس قسم کی دفعات ہیں کہ کوئی ایک آدمی جس کو office of profit حاصل ہو ٹھیکدار ہو سرکاری ملازم ہو یا مشیر ہو وہ الیکشن میں کھڑا نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے اوپر بار ہے کہ وہ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا۔ لیکن اب آئین میں اس قسم کے قوانین لائے جا رہے ہیں اور آئین کی اصل روح ہی کو منسوخ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کیونکہ کہیں تو سرکاری ملازمین کو اس بارسے مبرا کردیا جاتا ہے جیسا کہ ہمارے محترم ایک وزیر مملکت عزیز احمد صاحب ہیں جو کہ سرکاری ملازم تھے اور ان کو وزیر لے لیا گیا۔ اب اس قسم کے لوگوں کو جو نا اہل ثابت ہوچکے ہیں ان کو پھر دوبارہ ان عہدوں پر لگایا جا رہا ہے ان کے متعلق میرے دوستوں نے بھی مخالفت کی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ جب وزیر اعظم صاحب بلوچستان گئے تو وہاں پر ہر ایک کنونیشن میں ان کے سامنے لوگوں نے کہا کہ آپ اس قسم کے نا اہل لوگوں کو جنہوں نے ڈیویلپمینٹ کا پیسہ کھایا ہے تو آپ نے انہیں کیوں واپس لیا ہے اور یہ باتیں وہاں ہوئی ہیں اگرچہ یہ اخبا[illegible] میں نہیں آئیں لیکن ہمارا وہاں اس قسم کا رابطہ ہے کہ ہمیں پتہ چلتا [illegible] ہے اور ہر ایک کنونیشن میں اسی قسم کی باتیں ہو رہی ہیں اور اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ گورنر صاحب وزیراعظم صاحب اور حکومت کے ارکان نے ان باتوں کو تسلیم کیا ہے کہ وہ خراب تھے نا اہل تھے اور انہوں نے پچاس کروڑ یا ساٹھ کروڑ روپے کی حد تک غصب کیا ہے اور اسی نا اہلی کی وجہ سے ان کو نکالا گیا ہے اور انہی لوگوں کو جن کو نا اہلی کی وجہ سے نکالا گیا تھا واپس ان کو ایڈوائزر بلایا ہے چلو ایڈوائزری کی حد تک تو ہم مان لیتے ہیں کہ ایڈوائزر بنادیا ہے ایک سرکاری قسم کی ملازمت دے دی ہے مگر اب انہی نا اہل لوگوں کو، سرکاری ملازموں کو سرکاری ملازموں کی حیثیت دیکر دوبارہ واپس وزیر بنانے کی کوشش کی جارہی ہے آئین مین بے شک پہلے ہی اس قسم کے اختیارات ان کو دیئے گئے ہیں لیکن ان اختیارات کو بالکل غلط طریقے سے غیر جمہوری طریقے پر استعمال کیا جاتا ہے جس سے میرے خیال میں جمہوری قدروں کو ذبح کرنے کی کوشش

[Mr. Mohammad Hashim Ghilzai]

کی جاتی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ قانون جمہوری قدروں کو مجروح کریگا تو ہم اس کی حمایت نہیں کرسکتے دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ اسمیں لکھا ہے کہ اس بل کی وجہ سے ان لوگوں کو ۳۱ دسمبر ۱۹۷۵ع سے منتخب اداروں کا رکن تصور کیا جائیگا کیونکہ یہ بل ۳۱ دسمبر ۱۹۷۵ع سے نافذالعمل ہوگا with retrospective effect یعنی یہ بل جو ہے with retrospective effect ماضی سے نافذالعمل ہوگا تو ہم کسی بھی بل کی جو with retrospective effect نافذ العمل ہو اصولی طور پر مخالفت کرتے ہیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں ایسے جو بل بنائے جاتے ہیں جن کی بنیاد یہ ہو کہ وہ نافذالعمل نہ ہونے کے لئے پاس ہوں تو کوئی ایسا بل پاس کرنا جو چار سال پہلے واقعہ ہوا ہو یا دس سال پہلے واقعہ ہوا ہو اس پر اثر انداز ہوسکے وہ اصولی طور پر جمہوری قدروں کے خلاف ہے اور کوئی بھی قانون جو with retrospective effect نافذ العمل ہو ہم اس اصول کی بناء پر اس بل کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ یہاں پر درج ہے کہ اس کو ۳۱ دسمبر سے نافذ تصور کیا جائیگا تیسری بات جس کی جانب میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ گورنر صاحب کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ ان مشیروں کو وزراء کے عہدے سپرد کریں تو ہم چاہتے ہیں اور جیسا کہ میرے محترم دوستوں اور ساتھیوں نے عرض کیا کہ یہ ضروری تو نہیں ہے کہ وہ لوگ وہاں اسمبلی کے ممبر ہوں باقی صوبوں کی اسمبلیوں کے بھی ممبر ہیں کہتے ہیں کہ ''آزمودہ را آزمودن حماقت است،، ہم ایسے لوگوں کو جو آزمودہ ہیں ۔ میں ان کے متعلق یہ تو نہیں کہتا کہ وہ چور تھے یہ تو نہیں کہونگا کہ وہ غاصب تھے یہ نہیں کہوں گا کہ انہوں نے اربوں روپے غصب کئے ہیں میں یہ تو نہیں کہتا لیکن ایک بات تو حکومت نے خود کہی ہے کہ وہ '' نا اهل تھے،، اب آپ نا اهلی کی تعریف خود کرلیں کہ ان نا اهل منسٹروں کی وجہ سے اسمبلی کو ختم کردیا گیا اور اب ان نا اهل لوگوں کو دوبارہ ایک منتخب ادارے کے وزراء کی حیثیت سے موقع دینا کہ وہ دو بارہ کام کریں بالکل

غلط بات ہے تو ان باتوں کی بناء پر میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور اپنے دوستوں سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس غلط بل کو پاس نہ کریں جو اس آئین کی دھجیاں اڑا دے جو اس ملک کی اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : غلزئی صاحب کے بعد مولانا صاحب آپ کچھ کہیں گے ویسے روایت تو یہ ہے لیڈر آف دی اپوزیشن کی تقریر آخری ہوتی ہے۔

خواجہ محمد صفدر : لیڈر آف دی اپوزیشن نے بحث open کی ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : تھرڈ ریڈنگ جو ہے اس کو open کیا ہے۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : جی ارشاد فرمائیے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : ویسے اگر آپ ....

جناب صدارت کنندہ آفیسر : مجھے یہ تاثر ہوا تھا کہ اس طرف سے ملک صاحب مختصر گفتگو فرمائیں گے اور اس کے بعد غالباً غلزئی صاحب ارشاد فرمائینگے اور تھرڈ ریڈنگ میں زیادہ تقاریر نہیں ہونگی ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : نہیں عام طور پر تقریریں تو بہت ہی مختصر ہو گئی ہیں اور اس کے لئے وقت تقریباً محدود کر دیا گیا ہے لیکن یہ سیاست بھی بنیاد ہی بنتی جارہی ہے ہونا تو ایسا نہیں چاہیئے لیکن اب بہر حال کیا کیا جائے!

سردار محمد اسلم : آپ کے آنے کے بعد ایسا ہوا ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : میرے آنے کے بعد چلو میں ہی ذمے دار ٹھہرا لیکن میں اس کرسی پر تو نہیں بیٹھا ہوا ہوں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ممبران جو ہیں قومی اسمبلی کے ہوں یا صوبائی اسمبلیوں کے ہوں ان کے متعلق یہ عام تصور کرنے کے لئے کہ وہ کسی طرح کے مفادات سے اپنے آپ کو وابستہ نہ کریں اور offices of profit پر جن سے ان کی شہرت داغدار ہو اس قسم کی

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi].

ملازمت نہ کریں کسی ایسے ادارے سے وابستہ نہ ہوں جس کی وابستگی سے ان کی شہرت کو نقصان پہنچے اسلئے آئین میں ہے۔

"To hold any office of profit in service of Pakistan other than an office declared by law."

ابتدا یہ لکھا گیا تھا اور اس کا تذکرہ محترم وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ آئینی کمیٹی میں جب ہم آئین بنا رہے تھے تو اس قسم کی تجویز وہاں آئی تھی اور اس پر بڑی زور دار قسم کی بحث ہوئی تھی ہم یہ چاہتے تھے کہ معاشرے کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے اور ممبران قومی و صوبائی اسمبلیوں کو جو عوام کے نمائندے ہونگے ان کو اس قسم کی آلائشوں سے برائیوں سے پاک رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کے office of profit وغیرہ کو رکھا جائے بہرحال اب یہ چیز یہاں آ رہی ہے اور اسمیں ترمیم آ رہی ہے اور اس پر بحث کررہے ہیں اور اسی لئے ہم یہاں جمع بھی ہیں تو سوال یہ ہے کہ اگر بعض ممبران قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ذریعے سے اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں جن سے دیانت کو فروغ حاصل ہو ایمانداری پھیلے بد دیانتی ہٹے تو اس کو گورا کیا جاسکتا ہے لیکن اگر بعض ایسے ممبران اسمبلی کی وجہ سے بددیانتی کو فروغ حاصل ہو اور جن کے متعلق ذمہ دار افراد یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کسی وقت بھی نہیں تھکتے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کا مال سمجھکر اس ملک کو لوٹا بلوچستان کو لوٹا یہ الفاظ جو میں آپ کی خدمت کوٹ کر رہا ہوں نواب احمد یار خان گورنر بلوچستان نے فرمائے ہیں۔ اب آپ خیال فرمائیں انہوں نے خدا کا مال سمجھکر لوٹا ہے حالانکہ خدا کا مال سمجھکر بھی نہیں لوٹا جاتا آدمی سوچتا ہے۔

ملک محمد اختر : خدا کا مال لوٹنے کا حق صرف مولانا حضرات کو ہوتا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : وزراء صاحبان بازی لے گئے ، مولوی بچارے تکتے رہ گئے ، ان کو تو خواہ مخواہ بدنام کیا جاتا ہے کہ یہ حلوہ خور ہیں

سارا سارا حلوہ تو وزراء صاحبان کھا جاتے ہیں ۔ذرا اندازہ لگائیے کہ چینی ساری ہضم ہوگئی گھی بھی ہضم ہوگیا اور سب نیشنل لائز ہوگیا۔ اس کے دام اتنے بڑھ گئے ہیں کہ اب صرف یہی کھا سکتے ہیں اورکسی کے حصے میں آ ہی نہیں سکتا۔ خدا کا مال سمجھ کر لوٹا یہ گورنر کے الفاظ ہیں وہ گورنر جو دو سال تک ان کی بددیانتی کو برداشت کرتا رہا اب آپ خیال فرمائیں کہ صرف ان چند بد دیانت افراد کی خاطر اس ایوان بالا سے ان کو تحفظ دینے کے لئے قانون پاس کرایا جارہا ہے تا کہ وہ آگے چل کر مشیربن کر پھر خدا کا مال سمجھ کر لوٹ میں مصروف ہوں کہ بہتی گنگا ہے ہاتھ دھو، میں عرض کر رہا تھا کہ اس قانون کی جتنی بھی مزمت کی جائے وہ کم ہے ......

جناب مسعود احمد خان : نکتۂ اعتراض جناب، جناب چیئرمین ! آج اپوزیشن کی طرف سے جو تمام تر اعتراضات کئے جا رہے ہیں ، حملے کئے جار ہے ہیں وہ ایڈوائیزر پر کئے جار ہے ہیں تو آج ایڈوائیزر بلوچستان میں موجود ہیں جناب والا ! اس میں ایسے ایڈوائیزر بھی ہیں جو پرانی کابینہ کے ممبر نہیں تھے ان کو بھی اس زمرے میں لایا جارہا ہے۔

خواجہ محمد صفدر : یہ نکتۂ اعتراض ہے ؟

جناب مسعود احمد خان : بالکل نکتۂ اعتراض ہے ، آپ وہاں جو چند ایڈوائیزرز مقرر کئے گئے ہیں ان ایڈوائیزرز کے نام لئے جائیں ، یا ان ایڈوائیزرز میں وہ ایڈوائیزرز بھی شامل ہیں ......

جناب صدارت کنندہ آفیسر : نہیں مسعود صاحب ، اس نکتۂ اعتراض کو آپ زیادہ پریس نہ کریں تو بہتر ہے۔

ملک محمد اختر : مولانا چھوڑو۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : یہ کہتے ہیں کہ بد دیانت افراد کا ذکر چھوڑو کیسے چھوڑیں؟ تو میں عرض کر رہا تھا کہ وہ بد دیانت افراد جن پر آپ ہم سے مہر لگوا کر مستثنی قرار دلوا رہے ہیں جہاں تک اس بات کا تعلق

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi].

ہے کہ دیانت دار افراد بھی ان میں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ دیانت دار افراد ہیں ، یا نہیں ہیں ، یہ مسئلہ اس وقت زیر بحث نہیں ہے کہ سب کے سب ہیں یا سب نہیں ہیں مسئلہ صرف یہ ہے کہ اس وزارت کے پہلے گورنر نے دو سال کے بعد یہ کہا کہ ان لوگوں نے خدا کا مال سمجھکر بلوچستان کو لوٹا یہ ان کے الفاظ ہیں جس کو انہوں نے چیلنج نہیں کیا ۔ انہوں نے انٹرویو دیتے ہوئے اخباری نمائندوں کو بتایا اور اس کی تردید بھی نہیں آئی مرکزی حکومت کے ایک ذمہ دار نمائندے کی حیثیت سے وہ کام کر رہے ہیں انہوں نے کہا ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ پوری کی پوری وزارت بد دیانت تھی اور ظاہر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو بیٹھے رہے اور میں ان کی قدر کرتا ہوں ، وغیرہ وغیرہ ۔ پھر ان سے یہ بھی سوال کیا گیا کہ بھائی اگر یہ بد دیانت ہیں تو انہیں کیوں مشیر کی حیثیت سے رکھ لیا ۔ اس پر انہوں نے بڑی معنی خیز بات کہی ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب نے بڑی تفصیل سے ان باتوں کا ذکر کیا ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : میں دوسرے اخبارات کا حوالہ دے رہا ہوں خواجہ صاحب نے تو ٹورنٹو کی تقریر اور ......

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ابھی تو انہوں نے جواب دیا ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : انہوں نے بڑا عجیب و غریب جواب دیا وزیر قانون صاحب بھی اس سے محظوظ ہونگے کہ صاحب آپ فرما رہے ہیں کہ سارے کے سارے بد دیانت ہیں تو پھر انہیں اپنا مشیر کیوں رکھ لیا ۔ تو انہوں نے کہا کہ ...

جناب نرگس زمان خان کیانی : نکتۂ اعتراض جناب ، جناب والا ! خدا کا مال لوٹنا کوئی گناہ نہیں ، اگرچہ خلق خدا کا مال لوٹنا گناہ ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : خلق خدا کے مال کو خدا کا مال سمجھکر لوٹا ، آدمی خدا کا مال لوٹ لیتا ہے تو میں یہ عرض کرتا ہوں انہوں نے کہا کہ خدا کا مال سمجھ کر لوٹ لیا تھا۔ یہ بلوچستان کے گورنر میر احمد یار خاں نے فرمایا اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ وزراء صاحبان جو کھل جا سم‌سم کے راز سے واقف تھے یہ سمری سمجھ میں نہیں آتا کہ کھل جا سم‌سم یہ علی بابا چالیس چوروں کا قصہ ہے ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اب بات یہ ہے کہ ....

ملک محمد اختر : جناب والا ! انہوں نے بہت کچھ کہا لیکن جو لوگ ہاؤس میں موجود نہیں ہیں ان کو تو اسقدر .....

جناب صدارت کنندہ آفیسر : بہت ہو گیا ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : بڑا مختصر عرض کرتا ہوں انہوں نے بڑا معنی خیز جملہ کہا اور جو کھل جا سم سم کرتے تھے ہر وقت تو پھر آپ نے ان کو کیوں مشیر بنالیا اس پر انہوں نے کہا کہ مجھ سے کہا گیا کہ انہیں رکھ لیجئے ۔ اب اس کی تشریح آپ خود سمجھ لیں ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : تشریح کی ضرورت نہیں ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : تو آپ اندازہ لگالیں کہ آئندہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس قسم کا قانون پاس ہو جانے کے بعد لوگوں کے ذہن میں یہ تصور آئے گا اور بیٹھ جائے گا کہ میں بد دیانتی بھی کرسکتا ہوں اور اس کے بعد یقیناً کسی نہ کسی عہدے پر فائز ہو جاؤں گا ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Now, the question before the House is:

> "That the Bill to declare the holders of the office of Adviser to the Governor not to be disqualified from being elected or chosen as, and from being a member of Parliament or a Provincial Assembly [The Members of Parliament and Provincial Assemblies (Exemption of Advisers from Disqualification Bill, 1976], be passed."

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer : The Bill stands passed. Next !

سردار محمد اسلم : دس منٹ کی بریک کردیں -

ملک محمد اختر : ایک بجے تو ویسے بھی ختم کر دینا ہے پھر آپ دس منٹ کے بجائے چالیس منٹ لگا آئیں -

THE WITHDRAWAL OF REMISSION OF SENTENCES BILL, 1976

Malik Mohammad Akhtar : Sir, I beg to move :

"That the Bill to withdraw the remission of sentences granted to, or earned by, certain prisoners [The Withdrawal of Remission of Sentences Bill, 1976], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

Mr. Presiding Officer : The motion moved is :

"That the Bill to withdraw the remission of sentences granted to or earned by, certain prisoners [The Withdrawal of Remission of Sentences Bill, 1976], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

Khawaja Mohammad Safdar : Opposed, Sir.

Malik Mohammad Akhtar : Sir, in this Bill it has been provided that no remission of sentences shall be granted in case a person is convicted under section 55 or 59 of Pakistan Army Act or High Treason Act or Criminal Law Amendment (Special Courts) Ordinance or under Chapter VI of the Pakistan Penal Code or Defence of Pakistan Rules.

Then, Sir, our friends over here know what these laws are. They relate to heinous crimes and Article 6 of course relates to abrogation of the Constitution itself. So, Sir, this is a simple Bill. Whatever punishment is granted to them at the time of pronouncement of the punishment they should undergo the full punishment. That is all.

Mr. Presiding Officer : Yes, Khawaja Sahib.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! مجھے اس قانون کے متن پر بھی کچھ اعتراض ہے لیکن میں پہلے ان قانونی اعتراضات کی طرف آپ کی توجہ دلانے کی کوشش کروں گا جو کہ میرے ذہن میں اس وقت آئے ہیں جناب والا ! پہلی بات تو یہ ہے کہ وزیر قانون از راہ کرم یہ بتائیں کہ اس ایوان کو یہ قانون پاس کرنے کا اختیار کیسے ہے ؟ میں نے آئین کے شیڈول چھ کے حصہ اول اور دوم یعنی فیڈرل لیجسلیٹو لسٹ اور کنکرنٹ لسٹ دونوں کا بغور مطالعہ کیا ہے -

ملک محمد اختر : آرٹیکل ۲۳۲ دیکھیں -

خواجه محمد صفدر : ادھر بھی آتا ھوں ۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ھوں که یه خالصتاً صوبائی مسئله ھے اور اس کے لئے صوبائی حکومت کو ھی اختیار ھے که وہ قانون وضع کرے جناب والا ! اس کے لئے پنجاب کی حکومت نے ایک آرڈیننس بھی وضع کیا ھے جس کو اسی زیر بحث قانون کے ذریعے ھم رپیل کر رھے ھیں منسوخ کر رھے ھیں ۔ یه مسئله دراصل جیلوں سے تعلق رکھتا ھے اور جیلیں قطعی طور پر صوبائی معاملات کے تحت آتی ھیں اور جیل مینول کے مطابق ھر قیدی کو ھر ماہ ان کے اچھے رویئے کی بناء پر ان کی مدت سزا یا مدت قید میں رعایت دی جاتی ھے مدت قید میں کمی کی جاتی ھے ۔ عام طور پر ایک قیدی جس کو چودہ سال کی سزا ھوئی ھو اگر اس کا چال چلن جیل کے اندر اچھا رھا ھو تو دس سال کے لگ بھگ جیل میں گزارتا ھے اور اس رعایت کے لئے کوئی قانون نہیں ھے ماسوائے جیل مینول کے ضوابط کے اور بڑی آسانی سے اس قانون کو بنانے کی بجائے ان قواعد میں تبدیلی کی جا سکتی ھے اس قانون کے متعلق جہاں تک میں سمجھتا ھوں یه ھمارے احاطه اختیار میں نہیں ھے اس کو وضع کریں ۔ ابھی میرے دوست نے میری توجه آرٹیکل ۲۳۲ کی طرف دلائی ھے ۔

ملک محمد اختر : ۲۳۲ (۲) اے ۔

خواجه محمد صفدر : مجھے معلوم ھے که آرٹیکل ۲۳۲ (۲) اے کے تحت وفاقی پارلیمنٹ کو یه اختیار حاصل ھے که وہ ان ھنگامی حالات کے جاری رھتے ھوئے اس زمانے میں ان قوانین کو بھی بنالے جن کا تعلق خالصتاً صوبائی معاملات سے ھے جناب والا ! یه بات بھی میرے ذھن میں تھی جب میں نے یه اعتراض کیا اور اس بات کے متعلق میں یه عرض کروں گا که اگر ارباب اقتدار کو اس بات کی ضرورت تھی تو وہ پنجاب صوبه سرحد یا صوبه سندھ کی اسمبلیوں کو توڑ دیتے اور بڑی آسانی سے قانون سازی کرتے آپ کو اختیار تھا آپ نے صوبه بلوچستان کی اسمبلی کو معطل کیا ھوا ھے ۔ ان تینوں اسمبلیوں کو بھی توڑ دیتے ۔ مجھے یه کہنا پڑے گا که ان اختیارات کا بڑا غلط استعمال کیا جا رھا ھے ۔ آرٹیکل ۲۳۲ (۲) اے کا ناجائیز استعمال کیا جا رھا ھے ۔ ان اختیارات کو آئینی طریقے سے استعمال

[Khawaja Mohammad Safdar]

کرنا چاھیئے ؟ اب جناب والا ! میرا ایک اور اعتراض یہ ھے کہ محترم وزیر صاحب آئین کے آرٹیکل ۱۲ ......

ملک محمد اختر : اس کا بھی جواب دے دوں گا۔

خواجہ محمد صفدر : جواب تو آپ کے پاس ھےآرٹیکل ۱۲ کا حوالہ دیتا هوں

" *Protection against retrospective punishment.*

No law shall authorise the punishment of a person.

(a) for an act or omission that was not punishable by law at the time of the act or omission" this is not applicable to the present case.

"(b) for an offence by a penalty."

اب آپ penalty کا لفظ ملاحظہ فرمائیں

" greater than or of a kind different from the penalty prescribed by law for that offence at the time the offence was committed."

اب جناب والا ! میری گذارش یہ ھے کہ اس قانون کے نفاذ سے قبل ایک جرم کی جو سزا مقرر تھی وہ ان قواعد و ضوابط کے تحت تھی کیونکہ وہ بھی قانون کا درجہ رکھتے ھیں جو کہ جیل مینول میں درج ھیں اگر ایک شخص کو ۱۰ سال کی سزا ھوئی ھے تو وہ سزا اس نے جیل مینول کے مطابق کاٹنی ھے خواہ آخر کار ان کی سزا سات سال ھی رہ جائے یا ساڑھے سات سال رہ جائے یا چھ سال رہ جائے جہاں تک پینالٹی کا تعلق ھے تو پینالٹی اور پنشمنٹ میں فرق ھے میرے ھاتھ میں Stouts Judical Dictionary ھے اس میں پینل لا کی تعریف یوں درج ھے

"A penal law is statute which imposes a penalty"

اس پر یہ کہتا ھوں کہ زیر بحث مسودہ قانون ایک پینل لاء ھے یہ سزا مقرر کرتا ھے اور اس لفظ پینالٹی میں یہ ھے کہ جو لوگ اپنی مقررہ سزا قانون کے تحت ، اور قانون کا جب میں لفظ استعمال کرتا ھوں تو اس میں جیل مینول میں دی گئی رعایت بھی شامل ھوتی ھے یعنی اس مینول کے قوائد کو شامل کرنے کے بعد قانون کے مطابق کاٹتے ھیں چونکہ زیر بحث مسودہ قانون مقررہ سزا کو بڑھاتا ھے اس لئے یہ میری رائے میں آرٹیکل ۱۲ کی زد میں آتا ھے اور اس لحاظ سے یہ قانون ناقص ھے اس میں

جناب والا ! میرا دوسرا اعتراض یہ بھی ہے کہ اس مسودہ قانون کا اطلاق ان لوگوں پر بھی ہوگا ، یہ قانون لوگوں پر حاوی ہوگا جو قانون کے تحت ریمشن حاصل کرچکے ہوئے تھے اور اب زمانہ ماسبق سے وہ ریمشن وہ چھوٹ جو کہ ان کی قید میں ہوئی تھی وہ واپس لی جارہی ہے اور ظاہر ہے کہ آرٹیکل ۱۲ کے تحت کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جاسکتا جو کہ اس بنیادی حق کے خلاف ہو کہ جو چھوٹ ایک دفعہ ایک قانون کے تحت مل چکی ہے اور جو پینل ہو جو سزا سے متعلق ہو وہ چھوٹ اور رعایت واپس لے لیں یہ تو تھا تیسرا اعتراض ۔ چوتھا اعتراض جناب والا ! یہ عرض کروں گا اور اس سلسلے میں ایک اقتباس پیش کرتا ہوں اور تمام دنیا کے قوانین اجازت دیتے ہیں ایسا قانون جو ضابطہ کار یا procedure کے متعلق ہو وہ قانون زمانہ ماسبق سے نافذ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ یہ حوالہ سے ظاہر ہے ۔

GRAIES ON STATUTE LAW, 17th Edition, S. G. G. EDGER page 389 :

> "Perhaps no rule of construction is more firmly established than this—that a retrospective operation is not given to a statute so as to impair an existing right, or obligation otherwise than as regards matter of procedure."

ان کا نفاذ موثر بہ ماضی ہوسکتا ہے ۔ لیکن جناب والا ! جہاں تک ایسے قوانین کا تعلق ہے جو کہ پینل ہوں جن میں سزا مقرر ہو جن میں کسی کو سزا تجویز کی گئی ہو ، وہ زمانہ ماسبق سے قطعی نہیں نافذ کئے جاسکتے ۔ جناب والا ! اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ قانونی اعتبار سے جو مسودہ قانون ہمارے سامنے ہے اس میں کئی خامیاں ہیں ۔ ان خامیوں کو جب تک رفع نہ کیا جائے اس پر مزید گفتگو نہیں ہونی چاہیئے ۔ اب جناب والا ! میں اس مسودہ قانون کے متن کی طرف آتا ہوں جناب والا ! جیسا کہ محترم وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان تمام مجرموں کو جن کو آرسی ایکٹ کی دفعہ ۵۵ اور ۵۹ کے تحت سزا ہوچکی ہوئی ہے یا جنہیں تعزیرات پاکستان کے چیپڑ چھ جس میں sedition وغیرہ کا ذکر ہے اس کے تحت اگر سزا ہوئی ہو یا ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت سزا ہوئی ہو تو ان کی سزا میں بالترتیب اگر کورٹ مارشل کی طرف سے سزا ہوئی ہو یا Supression of terrorist activities (Special Courts) Act.

[Khawaja Mohammad Safdar]

کے تحت مقرر شدہ ٹریبونل نے سزا دی ہو یا
Criminal Law Amendment (Special Courts) Ordinance.
جو کہ چند روز کے بعد اس ایوان میں زیر بحث آئے گا اس کے تحت سزا ہوئی ہو تو وہ مجرم پوری کی پوری سزا جتنی کہ عدالت میں دی ہوئی ہے بھگتے گا اور اس کو کوئی رعایت جس کا کہ وہ آجتک مستحق ہے' جس کا وہ ماضی میں مستحق ہوچکا ہوا ہے جیل مینوئل کے تحت نہیں دی جائے گی جناب والا! میرا خیال تھا کہ محترم وزیر قانون صاحب ہمیں یہ بتائیں گے کہ ان قوانین کی خصوصیت کیا ہے ان قوانین میں اگر آپ دیکھیں دفعہ ۵۵ آرمی ایکٹ، اور دفعہ ۵۹ جس کا خصوصیت سے اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ کیا مارجنل ہیڈ نوٹ
Violation of good order or discipline ایک شخص نے آرمی کے ڈسپلن کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور اس کی سزا ۵ سال ہے اس جرم کی زیادہ سے زیادہ سزا پانچ سال ہے۔ اگر کسی شخص سے اس قسم کا جرم سرزد ہوا ہے اور اسے سزا ہو چکی ہوئی ہے۔ اور وہ دو، چار سال یا پانچ سال سزا کاٹ بھی چکا ہو تو اس کے متعلق اس قانون کا مدعا اور مقصد یہ ہے.........

(At this stage Mr. Chairman occupied the Chair)

Mr. Chairman: Will you excuse me? What is the point because I have come afresh I was busy with the delegation?

خواجہ محمد صفدر: میں پہلے تو جناب کچھ قانونی نکتہ بیان کر رہا تھا اب میں نے اس کے متن کے متعلق اپنی گزارشات پیش کرنا شروع کی ہیں۔ میں بل کے اصولوں کے متعلق بات کر رہا ہوں جناب والا! اس مسودہ قانون میں یہ کہا گیا ہے کہ چند مخصوص قوانین کی دفعات کے تحت اگر کسی کو سزا ہوئی ہے تو اس کو کسی قسم کی ریمشن خواہ وہ پہلے حاصل کرچکا ہو یا بعد میں حاصل کرنے والا ہو نہیں ملے گی وہ پوری کی پوری سزا جو کہ عدالت کے حکم میں لکھی ہوئی ہے اس کو بھگتنی ہو گی تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں محترم وزیر صاحب سے آرمی ایکٹ میں کئی جرائم ہیں ایک جرم نہیں ہے، بغاوت کا جرم بھی ہے آرمی ایکٹ میں اور وہ دفعہ ہیں ۳۱، ۳۲ کے تحت، پھر دیکھیں ۳۳۔

Malik Mohammad Akhtar: On a point of order, Sir. The law relates tc Army Act as far as Section 55 or 59.—

خواجہ محمد صفدر: یہی تو میں پوچھنا چاہتا ہوں ان دو دفعات میں آپ نے کیا خصوصیت دیکھی، یہی تو میرا سوال ہے۔

ملک محمد اختر: رائٹ آف ریپلائی میں بتا دوں گا۔

خواجہ محمد صفدر: یہی تو میں عرض کر رہا ہوں کہ جب آپ کو وقت ملے تو آپ مجھے بتا دیجئے کہ ان دو شقوں میں کیا خصوصیت ہے کیونکہ اس سے کہیں زیادہ سنگین جرائم آرمی ایکٹ میں درج ہیں، ڈیزرشن ہے، بغاوت ہے، جن جرائم کی سزا عمر بھر کی قید ہے تو یہ پانچ سال کی سزا مقرر ہوئی ہے۔ ۵۹ کے تحت، سول افینسیز جو کہ چھوٹے چھوٹے جرائم ہیں اگر ان کا کوئی شخص ارتکاب کرے اور اگر کورٹ مارشل سول افینسیز کے تحت سزا دے تو بھی زیر بحث قانون کا اطلاق ہو گا۔ جناب والا! یہی تو میرا سوال ہے کہ جب آرمی ایکٹ میں اس قدر گھناونے جرائم موجود ہیں تو ان کو کیوں نہیں اس فہرست میں شامل کیا گیا، ان کو کیوں چھوڑ دیا گیا ہے اور ان چھوٹے اور معمولی جرائم کو کیوں اس فہرست میں شامل کیا گیا ہے میں اس کا جواب خود ہی پیش کرتا ہوں۔ میری تو تھیوری ہی یہی ہے کہ اس ملک میں اکثر وبیشتر کسی واحد شخص کو نقصان پہنچانے کے لئے قانون بنایا جاتا ہے یا کسی کو فائدہ پہنچانے کے لئے قانون بنایا جاتا ہے اس ملک کی بدقسمتی ہی یہی ہے کہ کسی شخص کو فائدہ پہنچانے کے لئے قانون بنایا جاتا ہے یا کسی شخص کو نقصان پہنچانے کے لئے بنایا جاتا ہے۔ اٹک کورٹ مارشل کیس میں ان دفعات کے تحت جن آرمی آفیسرز کو قید کی سزا دی گئی ہے ان کے خلاف یہ قانون بن رہا ہے کیونکہ وہ آج کل میں رہا ہونے والے ہیں اگر ان کو جو ریمشن وہ ارن کر چکے ہیں دے دی جائے جو کہ اب نہیں گنی جائے گی تو وہ رہا ہوجائیں۔ یہ قانون ان چند آدمیوں کو سزا دینے کے لئے وضع کیا جا رہا ہے خبر نہیں یہ ملک کیسے چل رہا ہے اگر کسی شخص پر خوشنودی کا اظہار کرنا ہو، اگر کسی شخص سے ارباب اقتدار خوش

[Khawaja Mohammad Safdar]

ہوں تو وہ چاہے کچھ کرتا رہے اس سے باز پرس نہیں ہوگی اگر کسی پر ناراض ہوں تو قانون کے تحت جو اس کا حق ہے وہ بھی اس سے چھین لیا جائے جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ میں مانتا ہوں کہ چیپٹر چھ تعزیرات پاکستان کے تحت بغاوت سازش ، اور سیڈیشن قسم کے جرائم ہیں وہ جرائم اگر اس قانون میں شامل کئے جا رہے ہیں تو بات سمجھ میں آتی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ڈیفنس آف پاکستان رولز بھی شامل ہو رہا ہے اور ڈیفنس آف پاکستان رولز ایک عارضی قانون ہے اگرچہ ارباب اقتدار نے اس کو تقریباً دوامی بنا دیا ہے تقریباً نہیں ، بالکل دوامی بنادیا ہے لیکن ان کے اپنے کہنے کے مطابق وہ عارضی قانون ہے اس عارضی قانون کو ایک مستقل قانون میں کیوں شامل کیا جارہا ہے اگر آج نہیں کل ، کل نہیں پرسوں ، پرسوں نہیں اترسوں سال دو سال بعد ڈی ۔ پی ۔ آر نے جانا بھی ہے اس ملک سے ، ڈی پی آر مستقل طور پر نہیں رہ سکتا ۔ اس ملک کے باشندے کبھی اس کو گوارا نہیں کریں گے کہ یہ کالا قانون مستقل صورت اختیار کرلے لیکن اگر اس میں لکھا بھی ہے تو اس قسم کے جرائم بھی اس میں ہیں جن کی صرف چھ ماہ دو ماہ تین ماہ کی سزا ہے ۔ اس قسم کے معمولی جرائم ہیں وزیر قانون صاحب کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے حوالہ دیتا ہوں جناب والا ! رول ۲۰ sentence six months or fine or both

رول ۲۱ " " "

زیادہ مثالیں میں آپ کو نہیں دیتا اگرچہ اور بہت سی ہیں ۔

جناب والا! اگر کوئی گھناونا جرم ہو یا کوئی سنگین جرم ہو تو اس کے لئے یہ مسودہ قانون لے آتے لیکن یہ کیا جرم ہے جس کی سزا چھ مہینے ہے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی بھی سزا اس سے زیادہ ہے وہ بھی سال بھر ہے جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ آخر کیوں اس قسم کے قانون اس ایوان میں لائے جا رہے ہیں اس کے علاوہ اس میں نہ صرف یہ کہ آئندہ کے لئے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا اس میں ایک پوائنٹ اور عرض کردوں کہ اس قانون کا اطلاق عدالت نے کوئی ججمنٹ یا کوئی حکم صادر کیا ہوا ہے تو اس پر بھی

means penalty, his punishment has been enhanced. I consider Sir, that no enhancement of anybody's penalty has been done by this law. Now, Sir, very important point which I should have taken first. I would like my friend to read Emergency provision, it is in Article 232 clause (2) which says :

> " Notwithstanding anything in the Constitution, while a proclamation of Emergency is in force,—
>
> (a) Parliament shall have power to make laws for a Province or any part thereof, with respect to any matter enumerated in Part II of the Federal Legislative List or the Concurrent Legislative List or with respect to any matter not enumerated in either of those Lists, as if it were a matter specified in Part I of the Federal Legislative List".

That means, Sir, that it applies when emergency is there, but, Sir, wrong assertion has been made. Mis-statement has been made that why don't you suspend the Assembly. I say without touching the Assemblies, under Article 232(2) (6) the Federal Government is competent to make any law in respect of any Provincial Assembly and that is settled and undisputed question which has been mis-represented in this House. Now what is the legal value of that law that has been mentioned again in sub-clause (3) is that "The power of Parliament to make laws for a Province with respect to any matter shall include power to make laws conferring powers and imposing duties, or authorizing. . . ." I am sorry, it is not sub-clause 3, it is sub-clause (5) which says "A law made by Parliament which Parliament would not but for the issue of a Proclamation of Emergency have been competent to make, shall, to the extent of the incompetency, cease to have effect on the expiration of a period of six months after the Proclamation of Emergency has ceased to be in force, except as respects things done or omitted to be done before the expiration of the said period".

Now, Sir, what a big mis-representation has been made in this House that this Parliament is not competent to make this law. Why not? We are competent to make any law under Article 232 of the Constitution and we have got such powers. We are going to exercise these powers whenever such occasions arise. Then Sir, wrong interpretation has been made for punishment or penalty. Some books which are not relevant for the purpose have been unnecessarily carried. A donkey load has been brought in this House.

Mr. Chairman : What ?

Malik Mohammad Akhtar : A donkey's load, Sir. I am not saying that a donkey has brought the load. A donkey's load has been brought in this House to interpret the word 'Penalty' and 'punishment'. To differentiate that I say does 'penalty of death' not mean 'punishment of death.' I say penalty means punishment. Here I refer Article 12 which says :

> " for an offence by a penalty greater than or of a kind different from the penalty prescribed by law for that offence at the time the offence was committed."

Sir, I want to remove the mis-representation. In case of anybody punished under the aforesaid five Acts has been convicted and awarded certain amount of punishment not a single day, not a single moment is going to be increased nor it can be increased according to the Constitution and nobody is increasing that. So I consider that both these technical objections are frivolous

[Malik Mohammad Akhtar]

and need no consideration except the explanation of the misrepresentation which may create some misguidance of the facts. I want to remove that.

Then, Sir, the question is why have you not included other sections than 51 or 55. Well 51 and 55 may be simple or minor offences according to you.

Mr. Masud Ahmad Khan : 55 and 59.

خواجہ محمد صفدر : دفعات ۵۵ اور ۵۹ میں ۔

Malik Mohammad Akhtar : 55 and 59. Thank you Mr. Masud Ahmed Khan. Sir, from the view-point of the Government, from the point of view of this legislation anything could be important, anything could be un-important and, Sir, to the point as to why provisions Defence of Pakistan Rules have been included entirely I say that these are the offences which are mostly committed not against the individuals but against the State and that is the reason of its classification.

Then it has been said that there is some discrimination. I deny that and I consider that my friend—I admit his ability—has very skilfully tried to mis-represent. I am sorry Khawaja Sahib I apologise, but I have got to use this word again and again.

Khawaja Mohammad Safdar : No, no, Continue, continue.

Malik Mohammad Akhtar : He has tried to mis-represent the facts. The law is in order. It is in conformity with the Constitution, it is in accordance with the Constitution and the parliament—the National Assembly and this august House, this upper House, this supreme House of the country is competent to pass this law.

Mr. Chairman : Mr. Malik Akhtar, I have come a bit late. As you know I was away for some time when the Chair was occupied by my learned friend, Mr. Ahmed Waheed Akhtar. I just now realized that two points have been raised by Khawaja Mohammad Safdar against the proposed legislation. One is with regard to Article 232 and the other is with regard to Article 12. Has any ruling been given ?

Malik Mohammad Akhtar : No, Sir.

خواجہ محمد صفدر : نو سر! یہ بحث ہو رہی ہے رولنگ کی ضرورت نہیں ہے۔

Mr. Chairman : I understood that probably this was the point of order raised by you.

Khawaja Mohammad Safdar : No, Sir.

Malik Mohammad Akhtar : In the first reading he has raised certain objections and I have replied to that.

Mr. Chairman : What I gathered from Khawaja Sahib's arguments was that probably he thought that this House was not competent to pass the legislation.

هوگا اور مجھے یاد ہے کہ پچھلے دنوں پیپلز پارٹی کے ایک سابقہ لیڈر جن کا اسم گرامی مختار رانا ہے انہوں نے ہائیکورٹ میں writ petition کے ذریعے اپنی remission حاصل کی ہے اس قانون کے ذریعے اس قسم کے عدالتی احکام کو منسوخ کیا جارہا ہے یہ سمجھنے والی بات نہیں ہے سردار صاحب۔

ملک محمد اختر : آپ ہی سمجھ سکتے ہیں آپ ہی بہتر ہیں جو آپ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے ابھی میں آپ کے آرگومنٹ کو الٹا کر رکھتا ہوں ۔

Mr. Chairman : (Pointing to Law Minister and Leader of the House) : They are discussing their internal matters.

خواجہ محمد صفدر : میں نے صرف درخواست کی تھی کہ سردار صاحب یہ سمجھنے والی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : وہ اندرونی معاملہ ہے ۔

خواجہ محمد صفدر : اندرونی معاملہ ہے جناب والا ! میں نہایت پرزور الفاظ میں یہ درخواست کروں گا کہ سزا میں remission کا مسئلہ جس کے متعلق ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۰۱ موجود ہے اگر اس قسم کی remission کے متعلق کوئی فیصلہ کرتے تو میں کہتا کہ مجھے کیا قانون میں ترمیم کر رہے ہیں کہ جو اختیار پراونشیل گورنمنٹ کو ہیں یا مرکزی حکومت کو ہیں ان کو ختم کر رہے ہیں مجھے کیا لیکن ان اختیارات کو ختم نہیں کیا جارہا ہے بلکہ ارباب اقتدار اس قانون کے ذریعے نہ صرف مظلوم انسانوں پر مزید ظلم کر رہے ہیں انہوں نے جو کچھ کمایا ہے وہ ان سے واپس لیا جارہا ہے ایک اور آخری بات عرض کروں گا اور وہ یہ ہے کہ ایک لحاظ سے یہ قانون discriminatory ہے صرف مخصوص آدمی . . .

Mr. Chairman : That is not correct interpretation. Not makhsoos : class of individuals ' but makhsoos ' class of prisoners.'

خواجہ محمد صفدر : جناب مخصوص کلاس کے لئے ہے میں نے عرض کیا ہے کہ کورٹ مارشل نے چار چھ آدمیوں کو سزا دی ہے تو وہ مخصوص آدمی ہوئے نا . . .

جناب چیئرمین : بل میں یہ نہیں ہے کہ فلاں فلاں کو remission دی جائے۔

خواجہ محمد صفدر : جناب یہ تو میرے اپنے علم کی بات ہے اور مجھے معلوم ہے کہ یہ سب کچھ ان کے لئے ہو رہا ہے اسلئے میں نے عرض کیا ہے کہ یہ ڈسکریمینٹیری ہے ۔ شکریہ ۔

Mr. Chairman: You know about individuals and class of individuals.

ملک محمد اختر : یہ ہاؤس کو mislead کیا گیا ہے میں ابھی wind up کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر مولانا شاہ احمد نورانی اور شہزاد گل صاحب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے)۔

ملک محمد اختر : تھرڈ ریڈنگ میں تقریریں کرلینا آپ نے mislead کیا ہے۔

Mr. Chairman: Are you winding up?

Malik Mohammad Akhtar: Sir, the position is that much has been said in the House which is contrary to the Constitution, contrary to law and even contrary to the facts. Now, Sir, the matter is very simple. I will take the first point which my friend considers to be a blast. Sir, Article 12, clause (b) has been referred and incorect interpretation of the word 'penalty' has been given. Sir, the Article 12(1) says:

> "No law shall authorize the punishment of a person—
>
> (b) for an offence by a penalty greater than, or of a kind different from, the penalty prescribed by law for that offence at the time the offence was committed".

Now, Sir, the argument of my learned friend is that by this law we are increasing the punishment or penalty to be awarded.

Sir, the law relates, for your kind perusal, to certain section under Army Act, High Treason Act, Defence of Pakistan Rules, and Suppression Terrorists Act and Sir, there are four or five laws yet cases, heinous crimes, according to us, are commited and we want to withdraw this privilege of granting of remission. Now, Sir, if remission is included in the punishment and if a judge give "penalty for death" that means, punishment and the punishment is punishment which is awarded through an order or decree of the Court at the time the case is decided. So this objection is frivolous that any person who is awarded punishment or penalty, and punishment

Mr. Chairman : So, the question before the House is :

" That clause 2 of the Bill, as reported by the Standing Committee, be substituted by the following, namely :

"2. *Withdrawal of Remission of Sentences:—*

Notwithstanding anything contained in any other laws a prisoner sentenced to any term of imprisonment under any of the offences mentioned in Chapter VI of the Pakistan Penal Code, 1860 any Court or Tribunal set up under the High Treason (Punishment), 1973, the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975, the Criminal Law Amendment (Special Courts) Ordinance 1975, shall undergo full term of imprisonment and sentence and no remission in his imprison and sentence shall be granted to him'."

(*The amendments were negatived*)

Mr. Chairman : The amendment is rejected. Next.

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move :

" That clause 2 of the Bill, as reported by the Standing Committee, be substituted by the following, namely :—

" 2. *Withdrawal of Remission of Sentences* :—

Notwithstanding any remission of sentence granted to or earned by, a prisoner awarded punishment by a Court Martial for an offence under Section 55 or Section 59 of the Pakistan Army Act, 1952, or by any Court or Tribunal set up under the High Treason (Punishment) Act, 1973, the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975, the Criminal Law Amendment (Special Courts) Ordinance, 1975, for an offence under Chapter VI of the Pakistan Penal Code, such prisoner shall undergo full term of his imprisonment and sentence, and the remission shall be deemed to have never been granted or earned, irrespective of any other law for the time being in force'."

Mr. Chairman : The amendment moved is :

" That clause 2 of the Bill, as reported by the Standing Committee, be substituted by the following, namely :—

' 2. *Withdrawal of Remission of Sentences* :—

Notwithstanding any remission of sentence granted to or earned by, a prisoner awarded punishment by a Court Martial for an offence under Section 55 or Section 59 of the Pakistan Army Act, 1952, or by any Court or Tribunal set up under the High Treason (Punishment) Act, 1973, the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975, the Criminal Law Amendment (Special Courts) Ordinance, 1975, for an offence under Chapter VI of the Pakistan Penal Code, such prisoner shall undergo full term of his imprisonment and sentence, and the remission shall be

[Mr. Chairman]

deemed to have never been granted or earned, irrespective of any other law for the time being in force'."

Malik Mohammad Akhtar: Opposed.

Mr. Chairman: In substance it is the same.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! اس میں تھوڑی سی تبدیلی ہو گئی۔

Mr. Chairman: That I have noted.

خواجہ محمد صفدر : کہ اس کلاز میں سے ڈی پی آر سے متعلق الفاظ نکال دئے گئے ہیں باقی کلاز اسی طرح ہے۔ جناب والا! میں کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی کروں گا۔ مقصد صرف یہ ہے کہ جب ڈی پی آر کے تحت مقدمات چلائے جائیں تو جن کا جرم ثابت ہوجائے ان کو جیل مینول کے مطابق رعائت ملے جو کہ ان کا حق بنتا ہے اور یہ قانون جو زیر بحث ہے ان پر حاوی نہ ہو۔

Mr. Chairman: Yes, Malik Sahib!

Malik Mohammad Akhtar: Sir, sufficient debate has taken place.

Mr. Chairman: Now, I will put the question. The question before the House is :

"That clause 2 of the Bill, as reported by the Standing Committee, be substituted by the following, namely :—

'2. *Withdrawal of Remission of Sentences* :—

Notwithstanding any remission of sentence granted to, or earned by, a prisoner awarded punishment by a Court Martial for an offence under Section 55 or Section 59 of the Pakistan Army Act, 1952, or by any Court or Tribunal set up under the High Treason (Punishment) Act, 1973, the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975, the Criminal Law Amendment (Special Courts) Ordinance, 1975, for an offence under Chapter VI of the Pakistan Penal Code, such prisoner shall undergo full term of his imprisonment and sentence, and the remission shall be deemed to have never been granted or earned, irrespective of any other law for the time being in force'."

(The motion was negatived)

Mr .Chairman: The amendment is rejected.

Yes, there is a third amendment. It is item No. 4.

خواجہ محمد صفدر : میں نے اپنی تقریر میں ایسا کہا تھا point of order نہیں اٹھایا تھا ۔

Malik Mohammad Akhtar: That was a speech and I have answered.

Mr. Chairman: So it does not need any ruling. This was your objection and this was your reply. It is for the House to judge?

Malik Mohammad Akhtar: Yes, Sir.

Mr. Chairman: Now I will put the question. The question before the House is :

> "That the Bill to withdraw the remission of sentences granted to, or earned by, certain prisoners [The Withdrawal of Remission of Sentences Bill, 1976], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

The montion was adopted.

Mr. Chairman: The motion is carried. Now we move on to clause by clause consideration of the Bill, *i.e.*, the 2nd reading. There is an amendment to Clause 1 even. That will be taken up last of all?

Khawaja Mohammad Safdar: Yes, Sir.

Mr. Chairman: Then we take up Clause 2. Yes, Khawaja Sahib please come on with your amendment.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move:

"That clause 2 of the Bill, as reported by the Standing Committee, be substituted by the following, namely :—

"2. *Withdrawal of Remission of Sentences* :—

Notwithstanding anything contained in any other law, a prisoner sentenced to any term of imprisonment under any of the offences Mentioned in Chapter VI of the Pakistan Penal Code, 1860 (Act XLV of 1860) by any Court or Tribunal set up under the High Treason (Punishment), 1973 (Act XIX of 1973), the suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 (Act XV of 1975) the Criminal Law Amendment (Special Courts Ordinance 1975 (Ordinance XXIX of 1975), shall undergo full term of imprisonment and sentence and no remission in the imprisonment and sentence shall be granted to him'."

Mr. Chairman: The amendment is:

"That Clause 2 of the Bill, as reported by the Standing Committee, be substituted by the following, namely :—

'2. *Withdrawal of Remission of Sentences* :—

Notwithstanding anything contained in any other law, a prisoner sentenced to any term of imprisonment under any of the offences mentioned in chapter VI of the Pakistan Penal Code, 1860 (Act

[Mr. Chairman]

XLV of 1860) by any Court or Tribunal set up under the High Treason (Punishment), 1973 (Act XIX of 1973), the suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 (Act XV of 1975) the Criminal Law Amendment (Special Courts) Ordinance 1975 (Ordinance XXIX of 1975), shall undergo full term of imprisonment and sentence and no remission in the imprisonment and sentence shall be granted to him'."

Malik Mohammad Akhtar: Opposed, Sir.

خواجه محمد صفدر: جناب والا ! جیسا که آپ نے مطالعه فرمایا هوگا که میں نے زیر بحث کلاز میں سے اپنی ترمیم کے ذریعه آرمی ایکٹ کی دو دفعات اور ڈیفنس آف پاکستان رولز کو حزف کرنے کی تجویز پیش کی هے باقی جرائم کے متعلق میں نے کہا هے که اگر ارباب اقتدار چاهیں تو ان کی نوعیت چونکه سنگین هے اور وه حکومت کے خلاف هیں ....

Mr. Chairman: I understand you mean to say that the Army Act and the Defence of Pakistan Rules should be excluded from the operation of this?

Khawaja Mohammad Safdar: Yes, Sir.

Mr. Chairman: Now, I understand.

خواجه محمد صفدر: تو جہاں تک میں سمجھتا هوں که آرمی ایکٹ کی جن دفعات کا اس بل کی کلاز نمبر دو میں ذکر کیا گیا هے اور ڈیفنس آف پاکستان رولز هیں جو که میرے نزدیک خواه وه کتنا عرصه کیوں نه جاری رهیں وه پھر بھی عارضی قانون هے ان دونوں کو میں نے حذف کرنے کی تجویز کی هے - میرا خیال هے که محترم وزیر صاحب اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے کیونکه چند افراد کو جو که آرمی ایکٹ کی ان دفعات کے تحت قید بھگت رهے هوں یا قید کی سزا یاب هو چکے هیں یا هونے والے هیں ان کو اس زیر بحث قانون کے زد میں لانا کسی طور پر بھی درست اور مناسب نہیں هوگا ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا هوں -

Mr. Chairman: Yes, Malik Sahib!

Malik Mohammad Akhtar: Sir, sufficient debate has taken place on this point and I need not dilate.

اس کو معافی دی جاتی ہے اگر وہ نہ دی جائے تو وہ کام نہیں کرے گا اگر وہ کام نہیں کرے گا تو جیل والے اس کو سزا دیں گے جیل میں گڑبڑ پیدا ہو گی ہڑتال ہو گی بلوے ہوں گے اور کئی باتیں ہوں گی جن سے انتشار پھیلنے کا اندیشہ ہے ۔ اس لئے جناب والا ! میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ وہ معافی جو کہ کوئی وزیر صاحب دیتے ہیں یا سپرنٹنڈنٹ دیتا ہے وہ نہ دیجائے اگر دی گئی ہے تو ختم کی جائے لیکن جو معافی وہ اپنی مشقت کے ذریعے حاصل کرتا ہے اور اس کا جیل مینول میں ایک علیحدہ معیار ہے اگر وہ لنگر میں کام کرتا ہے ۔

جناب چیئرمین : ملک صاحب کو اس کا کیا پتہ ہے !

جناب شہزاد گل : میں یہ تو نہیں کہتا کہ خدا ان کو وہاں لے جائے تاکہ ان کو بھی پتہ چلے ۔

اس لئے میری یہ ترمیم اس غرض کے لئے ہے ۔

Mr. Chairman : It is understandable.

جناب شہزاد گل : یہ reasonable ہے کہ جو شخص ۔

Mr. Chairman : It is understandable.

جناب شہزاد گل : میری ترمیم کا مقصد یہ ہے ۔

(*Interruptions*)

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم بھینس کے آگے بین بجا رہے ہیں ۔

Mr. Chairman : There is clear distinction between the two ; one is earned as a matter of right and the other is granted as a matter of grace. Yes, what do you say to this ?

Malik Mohammad Akhtar : It has already been debated.

Mr. Chairman : Have you appreciated the distinction between the two ?

Malik Mohammad Akhtar : Yes, Sir. I have quite appreciated it. He is doing the home task. But we are dealing with people who have done some thing to undermine the country.

Mr. Chairman: So, the question before the House is:

"That in clause 2 of the Bill commas and words 'or earned by,' occurring in the tenth line be deleted and the words ', or earned,' occurring in the tenth line be deleted and the word 'full' occurring in the ninth line be substituted by the work 'such'."

(*The motion was negatived*)

Mr. Chairman: The amendment is rejected. So I put the clause now. The question before the House is:

"That clause 2 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman: Clause 2 forms part of the Bill.

Now the question before the House is:

"That clause 3 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman: Clause 3 forms part of the Bill.

Now the question before the House is:

"That Preamble, Short Title and Clause 1 form part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman: Preamble, Short Title and Clause 1 form part of the Bill.

Malik Mohammad Akhtar: Sir, I beg to move:

"That the Bill to withdraw the remission of sentences granted to, or earned by, certain prisoners [The Withdrawal of Remission of Sentences Bill, 1976], be passed."

Mr. Chairman: The motion moved is:

"That the Bill to withdraw the remission of sentences granted to, or earned by, certain prisoners [The Withdrawal of Remission of Sentences Bill, 1976], be passed."

Voices: Opposed, Sir.

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب والا ! بات بڑی مختصر سی کرنی ہے۔

س بل کا مقصد یہ تھا کہ بعض وہ لوگ کہ جن کی سزاؤں میں کسی بھی وجہ سے تخفیف ہوجاتی ہے جیل میں وہ تخفیف نہ ہو اور وہ سزاؤں کی جو میعاد ہے وہ پوری گذار سکیں ۔ اس سلسلے میں معزز ممبران نے بہت سی باتیں فرمائی ہیں میرے فاضل دوست خواجہ محمد صفدر صاحب نے اور سینیٹر شہزاد گل صاحب

Mr. Shahzad Gul: I will not move it.

Mr. Chairman: It is in your name, Khawaja Sahib, and not in the name of Mr. Shahzad Gul.

خواجه محمد صفدر : میں جناب والا ! موو نہیں کر رہا ہوں ۔

Mr. Chairman: You can ask Maulana Sahib. Let him contribute to the discussion.

جناب چیئرمین : مولانا صاحب یہ آپ کے نام پر ہے آپ کہیے ۔

جناب شہزاد گل : میں موو نہیں کرنا چاہتا ۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے آپ موو نہیں کرتے ۔

خواجه محمد صفدر : تیسری خواندگی میں چند باتیں ہو جائیں گی ۔

Mr. Chairman: Then it falls through. All right, the amendment is not moved. Then I will put the clause.

جناب شہزاد گل : جناب والا ! ایک یہ بھی ہے ۔

Mr. Chairman: Is there any other? Well, it was not before me.

جناب شہزاد گل : یہ غلطی ہو گئی ۔

جناب چیئرمین : آپ کی غلطی ہے یا میرے سیکرٹیریٹ کی غلطی ہے ؟

ملک محمد اختر : آج صبح ہی یہ آئی ہے ۔

جناب چیئرمین : تو تھوڑی آپ کی غلطی ہے تھوڑی ان کی غلطی ہے ۔

Yes, Mr. Shahzad Gul, you can move your amendment.

Mr. Shahzad Gul: I beg to move:

> "That in caluse 2 of the Bill commas and words ', or earned by, occurring in the second line and the commas and words ", or earned," occurring in the tenth line be deleted and the word "full" occurring in the nineth line be substituted by the word "such".

Mr. Chairman: The amendment moved is:

> "That in caluse 2 of the Bill commas and words ', or earned by, occurring in the second line and the commas and words ", or earned," occurring in the tenth line be deleted and the word "full" occurring in the nineth line be substituted by the word "such".

Malik Mohammad Akhtar: Opposed, Sir.

Mr. Chairman: Yes!

جناب شہزاد گل : جناب والا ! ایک مجرم کو جیل میں دو قسم کی معافیاں دی جاتی ہیں اس بل سے بھی واضع ہے کہ معافی دو قسم کی ہوتی ہے ایک معافی اس کو گرانٹ کی جاتی ہے وہ اس حالت میں ہوتی ہے جب کوئی وزیر صاحب جیل کا دورہ کرتے ہیں یا کوئی جرنیل صاحب جیل کا دورہ کرتے ہیں یا جب سپرنڈنٹ ایک مہینے یا چھ مہینے کے بعد جیل کا دورہ کرتا ہے اور کاغذات چیک کرتا ہے اور وزیر صاحب as a matter of grace ایک ایک مہینے کی معافی دے دیتے ہیں ۔ اسی طرح جب جرنیل صاحب جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ایک ہفتے یا ایک مہینے کی معافی دے دو ۔ اسی طرح سپرنٹنڈنٹ صاحب بھی ایک مہینے یا چھ مہینے کے بعد معافی دے دیتے ہیں وہ سپرنٹنڈنٹ کی معافی کہلاتی ہے ۔ ایک معافی وہ ہوتی ہے جو مشقت کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔

That is earned.

Mr. Chairman: One is granted and the other is....?

Mr. Shahzad Gul: One is granted and the other is earned, Sir.

اور جناب والا ! وہ اس حالت میں ہوتی ہے کہ اس ملک میں

Theory of Criminal Jurisprudence

جس طرح کہ انگریزوں کے وقت وضع کیا گیا تھا ۔ وہ اب تک چل رہا ہے اور وہ یہ تھا کہ ایک مجرم کی اصلاح قید کے ذریعے کی جائے جیل میں اس کو اس طرح رکھا جائے اس سے اس طرح کام لیا جائے اس کو اس کے جرم پر اس طرح پشیمان کیا جائے کہ اس کے دماغ سے superiority complex نکل جائے ۔ وہ حکم مانے وہ وہاں پر تعلیم حاصل کرے وہ وہاں پر کوئی کاروبار سیکھے اسی طرح جیلوں میں جو قیدی ہوتے ہیں وہ کارخانوں میں کام کرتے ہیں ، وہ مختلف قسم کے کام کرتے ہیں ۔ کوئی پڑھتے ہیں کوئی دفتر میں کام کرتے ہیں جیل میں چھوٹے سے چھوٹا ملازم بھی حکم چلاتا ہے اور وہ مانتا ہے اس کے ذہن سے superiority complex نکل جاتا ہے اور وہ اپنے جرم پر پشیمان ہوتا ہے اور اس طرح اس کی اصلاح ہوتی ہے جناب والا ! اس کے کام کرنے کے عوض جو

تخفیف کی گئی انگریز کے زمانے میں ۔ رولٹ ایکٹ اور فلاں ایکٹ ، اور یہ ایکٹ اور سائمن کمیشن کے سامنے مظاہرے کرنے والوں کو سزائیں دی گئیں لیکن ان میں تخفیف کی گئی حالانکہ وہ انگریز تھا اور مجھے پھر حیرت ہوتی ہے کہ گورا انگریز اتنا ظلم کرتا تھا تو پھر بھی سزاؤں میں تخفیف کر دیتا تھا تو ظاہر ہے کہ ہم لوگ جن کو یہ تمام قوانین وراثت میں منتقل ہوئے ہیں ۔ ملک صاحب وزیر قانون ہیں کیا کہا جائے انگریز پہلے وزیر قانون تھا اس کے بعد اب یہ وزیر قانون ہیں میں محترم وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس پر پھر غور کریں ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تخفیف بہر حال ہونی چاہیئے کیونکہ تخفیف کا مطلب یہ ہے کہ سزا میں وہ تخفیف جو ایک شخص وہاں خود اپنے بہترین کردار کے مظاہرے کے بعد جیل میں حاصل کرتا ہے اس میں کم ازکم تخفیف ہونی چاہئے اسلئے کہ یہ اس کا استحقاق ہے اسکا حق ہے اور اس کا یہ حق ختم کر رہے ہیں ذرا غور فرمائیے اور انگریز کے زمانے کے قوانین کا موازنہ اس دور کے قوانین سے کیجئے تو گردن ندامت سے جھک جاتی ہے اور افسوس ہوتا ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم ان قوانین میں تھوڑی بہت لچک پیدا کرتے ان کو سخت سے سخت تر بنا رہے ہیں بہر حال میں اس کی مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔

جناب شہزاد گل : جناب والا ! مجھے فرسٹ ریڈنگ میں بولنے کا موقع نہیں ملا اور انہوں نے کہا تھا کہ تھرڈ ریڈنگ میں بولنا تو میں مختصر طور پر اپنے پوائنٹ پیش کرتا ہوں جناب والا ! بل کی مخالفت میں میں سب سے پہلی بات یہ عرض کروں گا کہ ایمرجنسی کے کور کے تحت صوبائی خود مختاری کو ختم کیا جا رہا ہے کیونکہ جیل خانہ جات خالص صوبائی سبجیکٹ ہے اور اب فیڈرل گورنمنٹ صوبوں کے لئے قانون بنا رہی ہے اور دوسری جانب جناب والا ! ہر صوبے کے جیل مینول جو ہیں وہ الگ الگ ہیں اور جیل مینوول میں کوئی ترمیم نہیں ہے اور موجودہ قانون سے جیل مینوول کے درمیان کنفلکٹ ہوگا ایک تضاد ہوگا دوسرے جناب والا ! اس میں ایک قسم کا discrimination ہے کیونکہ قاتلوں کو سزائے موت ہوتی ہے ڈاکوؤں اسمگلروں اور بدنام زمانہ

[Mr. Shahzad Gul]

مجرموں کو جیل کی سزا میں معافی دیا کرینگے لیکن اس قانون میں جو کہ محض سیاسی مخالفین کے لئے ہے اور جن کے جرائم سیاسی ہیں ان سیاسی مخالفین کے لئے یہ قانون بنایا جا رہا ہے جناب والا ! ہم سب سمجھتے ہیں کہ اس قانون کا اثر کن لوگوں پر پڑے گا اور یہ حفظ ماتقدم کے لئے اور آئندہ کے لئے جو کچھ ہونے والا ہے اس کے لئے پہلے سے پیش بندیاں کی جارہی ہیں جناب والا ! یہ ایک اسلامی ملک ہے اور پھر یہاں جمہوریت ہے تو اسلامی اصول یہ ہے اور اسلام یہ کہتا ہے کہ دشمن بھی جو ہو تو اس کے ساتھ بھی ہمدردی اور نرمی سے پیش آؤ جناب والا ! ایک قصائی بھی جب کسی جانور کو صبح کے وقت ذبح کرتا ہے تو اسے اس وقت تک چارہ اور پانی دیتا رہتا ہے اور اس کو اچھی طرح رکھتا ہے لیکن یہاں پر سیاسی مخالفین کے لئے ایسے قوانین بنائے جارہے ہیں کہ وہ موجودہ حکمران پارٹی کے دور میں کبھی جیلوں سے باہر نہ نکل سکیں ان کے لئے یہ سب اقدامات کئے جا رہے ہیں جناب والا ! ہم چاہتے ہیں کہ حکمران پارٹی نے یہ نعرہ لگایا تھا ....

جناب چیئرمین : یہ مثال تو آپ کے حق میں نہیں ہے جو آپ نے قصاب اور بیل والی دی ہے That will go against you

جناب شہزاد گل : انہوں نے یہ نعرہ لگایا تھا کہ کالے قوانین کو ختم کیا جائیگا لیکن اب روز بروز جو قانون آتا ہے وہ ایک دوسرے سے زیادہ کالا ہوتا ہے اسلئے میں گذارش کروں گا کہ محترم وزیر قانون اس قانون کو واپس لیں اور کم ازکم ملک صاحب اپنے نام پر کوئی ایسا دھبہ نہ لگائیں کیونکہ ملک صاحب جمہوریت کے بہت اچھے علمبردار ہیں اور انہوں نے ویسٹ پاکستان اسمبلی میں بنیادی حقوق کے لئے کافی جدوجہد کی ہے ۔

جناب چیئرمین : رحم دل بھی ہیں ۔

جناب شہزاد گل : بنیادی حقوق کے لئے کافی لڑے ہیں تو وہ کم ازکم اپنے دور وزارت میں اس قسم کے قوانین نہ لائیں ۔

نے اور دوسرے حضرات نے بھی تبصرہ فرمایا ہے ۔ میں آپ کی توجہ صرف اس بات کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ اس بل میں خصوصیت کیساتھ ڈیفنس آف پاکستان رولز کو اب چور دروازے سے داخل کردیا گیا ہے ۔

(*Interruptions*)

Mr. Chairman : It is virtually a conference inside the House. If you want I can adjourn the House for a few minutes. For that I can adjourn the House for a couple of minutes. I do not mind adjourning for a few minutes.

Malik Mohammad Akhtar : I am sorry, Sir. It will finish in five minutes.

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : میں جناب والا کی خدمت میں یہ عرض کر رہا تھا کہ چور دروازے سے اس بل کے ذریعے جہاں انہوں نے بہت خفیف قسم کی سزائیں جو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت ہوتی تھیں ان کو تحفظ دیا ہے وہاں اسی کے ساتھ ساتھ ڈیفنس آف پاکستان رولز کو بھی تحفظ دے دیا اور سب سے زیادہ حیرت ناک بات جناب چیئرمین ! یہ ہے کہ یہ ایک انتہائی تکلیف دہ باب ہے جس کا اضافہ کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ دور آمریت میں آمروں کے ذہن میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ ڈیفنس آف پاکستان رولز کو کسی طرح تحفظ دیا جائے وہ بھی ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہے ٹالتے رہے کہ ڈیفنس آف پاکستان رول وقتی ہے عارضی ہے چیں ہے چناں ہے لیکن یہاں اس بل کے اندر جہاں ایک طرف اس کے تحت دی گئی سزائیں جو ہیں ان میں تخفیف نہیں ہوسکیگی وہاں اسی کے ساتھ ساتھ اس کو تحفظ دیا گیا اور یہ وہ چور دروازہ ہے جس کے ذریعے داخل ہوگئے آپ خود غور فرمائیے اور میں محترم وزیر قانون کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ ان کی پارٹی نے خود اس ملک میں برسر اقتدار آنے سے پہلے ڈیفنس آف پاکستان رولز کی کتنی مذمت کی ہے اتنی مذمت کی ہے کہ شاید ویسی مذمت کبھی بھی نہ ہوئی ہو ۔ لیکن آج یہ اس کے سب سے بڑے وکیل اور سب سے بڑے محافظ نظر آتے ہیں اور ظاہر ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں یہ بات ریکارڈ پر رہیگی کہ وہ لوگ کہ جو اس کے سب سے بڑے اور بد ترین قسم کے مخالف تھے اس ظالمانہ اور سیاہ قانون کو وہی آج تحفظ دینے کا بھی بندوبست کر رہے ہیں اور ایسے اسباب پیدا کر رہے ہیں کہ جس سے ہمیشہ یہ قانون اس ملک اور قوم پر مسلط رہے میں یہ یقین رکھتا

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

ہوں کہ یہ وقت زیادہ دیر نہیں رہے گا اور قوم اس سیاہ قانون سے کسی نہ کسی وقت ضرور چھٹکارا پائیگی اور اس کو تحفظ دینے والوں سے بھی چھٹکارا پائیگی -

Mr. Chairman: That would not be relevant.

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : بہت بہتر تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جہاں تک اس قانون کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ سزائیں اگر کسی کو دی جائیں تو آن پر مکمل طور سے عمل درآمد ہونا چاہیئے اور اب تو اتنے زیادہ قوانین بن گئے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاشرہ سارے کا سارا مجرم ہے - سخت گیر قوانین اور قدم قدم پر کہیں کریمنل کوڈ میں اسینڈ منٹ آرہا ہے کہیں اس کے ساتھ ساتھ special bench آرہا ہے کہیں کچھ آرہا ہے ڈیفنس آف پاکستان رول بھی ہیں - West Pakistan Maintenance of order بھی ہے یہ بھی ہے وہ بھی ہے - اتنے زیادہ قوانین ہیں کہ پورا معاشرہ اس بری طرح جکڑ دیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا ان تمام قوانین کو دیکھے اور سمجھے تو یہ سارے کا سارا معاشرہ مجرم ہے - یہ سارے کے سارے جتنی بھی آبادی ہے وہ غدار ہے اور یہ سارے کے سارے جتنے بھی ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ان کی سزاؤں میں ذرہ برابر بھی تخفیف نہ کی جائے - آپ ذرا خیال فرمائیے کہ یہ قانون جس میں یہ ترمیم لا رہے ہیں یہ تو اصل میں پہلے سے موجود ہے کہ سزائیں دی جائیں - انگریز کے زمانے سے موجود ہے کہ سزاؤں اور تعزیر کا نظام بہر حال موجود ہے اور انگریز کے ذہن میں بھی یہ تصور نہیں آیا ، رولٹ ایکٹ کتنا بدنام زمانہ اور رسوائے زمانہ ایکٹ تھا ویسے ہی اس کی کاپیاں اور اس کے چربے یہاں تیار کرلئے گئے ہیں اور ان کو نافذ بھی کر دیا گیا ہے - اس کی کتنی مذمت کی گئی تھی اور جناب والا ! آپ تو شہری آزادیوں کے بہت بڑے علمبردار رہے ہیں اس زمانے میں ، جس زمانے میں دور خلافت تھا اور جس زمانے میں ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد چل رہی تھی تو ان سیاہ قوانین کے خلاف کتنی عظیم جدوجہد لوگوں نے کی اور سزائیں کاٹیں اور اس میں آپ بھی تھے اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کتنی

[Mr. Mohammad Hashim Ghilzai]

صوبائی اختیار میں آتا ہے اور پراونشیل لسٹ میں آتا ہے صوبے کی حکومت کے اختیار میں ہے کہ وہ اپنے صوبے کے اندر قانون وضع کرے اور ان کو اختیار کرے اور جیل اور remission اس قسم کی جو چیزیں ہیں وہ ان کے دائرہ اختیار میں ہیں مرکز کے اختیار میں نہیں ہیں گو آئین کے آرٹیکل ۲۳۲ میں اس کا حوالہ دیا ہے اور یہاں اسی کا سہارا لیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آئین کے آرٹیکل ۲۳۲ کے تحت ان کو یہ اختیار حاصل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ malafide طریقے پر اس اختیار کو استعمال کر رہے ہیں اور اس طرح صوبائی حکومتوں کے جو اختیارات ہیں ان پر ضرب کاری لگانے کی کوشش کی گئی ہے یہ بل اس نیت سے لایا گیا اور صوبوں کے اختیار کم کرنے کی خاطر لایا گیا ہے اور ان کے اختیارات میں مداخلت کرنے کی خاطر لایا گیا ہے اور اس طرح آہستہ آہستہ صوبوں کے اختیارات کو ختم کرکے وفاقی طرز حکومت کو ختم کرکے پھر نئے سرے سے وحدانی طرز حکومت کی اس ملک میں ابتدا کرنے کی کوشش کے مترادف ہوگا اگر اس بل کو اسی شکل میں منظور کردیا گیا تو یہی نتیجہ ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے اور اس پر میرے دوستوں نے کافی وضاحت سے اظہار خیال کیا ہے اور یہ صحیح ہے کہ اس کو انتقامی اغراض اور سیاسی اغراض کے لئے استعمال کیا جائیگا اس کے ذریعے ان لوگوں کو بھی انتقام کا نشانہ بنایا جائیگا جن کو اسٹیٹ سے کوئی اختلاف نہیں ہے اور میرے خیال میں پاکستان کا کوئی بھی شہری ایسا نہیں ہے جس کو اس ملک کے وجود سے اختلاف ہو یا جو اسٹیٹ کے مخالف ہو ریاست کی کوئی بھی مخالفت نہیں کرتا البتہ پیپلز پارٹی جو حکمران پارٹی ہے اس کی مخالفت ہر ایک شخص کرتا ہے اور یہ آئینی طریقے سے جائز بھی ہے اور ہر لحاظ سے جائز ہے اور جو پارٹی بر سر اقتدار آتی ہے وہ اپنے آپ کو اسٹیٹ سمجھنے لگتی ہے اور اس بل سے جمہوری قدروں کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اسے غلط طریقے پر استعمال کیا جائیگا اور اپوزیشن اس ملک میں اپنا رول صحیح طریقے سے ادا نہیں کرسکیے گی اور وہ جو جمہوری نظام قائم رکھنے کی کوشش کر رہی ہے وہ برقرار نہیں رہ سکیگا تو ان وجوہات کی بناء میں کہتا ہوں اور میرا سب سے پہلا اعتراض یہ ہے کہ یہ صوبائی خود مختاری میں مداخلت ہے اور وفاق ڈھانچے کو

ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اسلئے اس میں ترمیم کرنی چاہیئے تاکہ اس کے ذریعے صوبوں کے اختیارات میں مرکز مداخلت نہ کرے اسلئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Mr. Chairman : Thank you. I will put the question.

The question before the House is :

"That the Bill to withdraw the remission of sentences granted to, or earned by, certain prisoners [The Withdrawal of Remission of Sentences Bill, 1976], be passed."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : The Bill stands adopted.

Then no other work ?

Malik Mohammad Akhtar : Not today, Sir.

Mr. Chairman : Not today, I am asking about today, of course.

Malik Mohammad Akhtar : Nothing today, Sir.

Mr. Chairman : I am not asking about tomorrow. So, we then meet tomorrow.

Malik Mohammad Akhtar : Yes, Sir. At what time, Sir ?

Mr. Chairman : As convenient to you. I am asking you, what time do you suggest ?

خواجہ محمد صفدر : کل جمعہ ہے اور نان آفیشل ڈے ہے تو اگر سارے دوست ساڑھے نو بجے تشریف لے آئیں تو اجلاس ذرا جلدی شروع ہو جائیگا اور وقت زیادہ مل جائیگا ۔

Mr. Chairman : Well, I think then we should take it.

خواجہ محمد صفدر : ساڑھے نو بجے کرلیں ۔

Mr. Chairman : G bit earlier, why not meet at 9.00 ?

ملک محمد اختر : میں حاضر ہوں ۔

Sardar Mohammad Aslam : 9.30, Sir.

Malik Mohammad Akhtar : 9.30, Sir.

Mr. Chairman: At 9.30? So the House stands adjourned to meet tomorrow at 9.30 a.m.

Malik Mohammad Akhtar: Thank you, Sir.

[*The Senate then adjourned to meet again at half-past nine of the clock in the morning on* ~~*Friday*~~ Monday, *April* 12, 1976.]

PCPPK—S/2035/77/Senate—7-5-77—250.